

انطیگون

(یونانی شاعر سو فو قل کے ایک عظیم شاہکار کا
منظوم اردو ترجمہ)

محمد سعید الحق

انٹی گون

یونانی شاعر اعظم سو فو قل کے اہم شاہکار
کا

اولین منظوم اردو ترجمہ

از

محمد سعید الحق

صدر شعیرہ اردو راجہ کالج، لاہور

مصنف کا نام : محمد سعیح الحق
 تاریخ اشاعت : اگست ۱۹۸۷ء
 تعداد : ایک ہزار
 ناشر : منظہر پبلیشورز معرفت ڈاکٹر محمد یوسف تیراری ٹیک ریڈر لائپرینج
 خوشنویس : محمد ازاد احمد
 مطبوعہ : دی ۰۳ ریڈ پرنس، سلطان گنج یونیورسٹی

(اس کتاب کی اشاعت میں بھار اردو اکادمی ٹپنہ کا مالی تعاون بھی شامل ہے)

اس کتاب کو
 ۱۹۸۶ء کے نام معنوں کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں
 کہ اسی سال بہار کے بعض افلاع کی
 دوسری سرکاری زبان اردو ترار پانی سہے

عرض مترجم

سو فو قل کے سر اعلیٰ "شہنشاہ ایڈر میس" "ایڈر میس کولونزیں" اور "انٹی گونی" تھیں ایں المیوں سے موسم ہیں۔ ان المیوں میں یونانی شاعر اعظم کافن اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ سو فو قل نے ان المیوں میں سب سے پہلے "انٹی گونی" لکھا اور آسٹینج کیا تھا۔ بہت دنوں کے بعد اس نے "شہنشاہ ایڈر میس" لکھا اور شائع کیا۔ "ایڈر میس کولونزیں" اس کے بالکل آخری عمر کی یادگار ہے۔

"شہنشاہ ایڈر میس" کا منظوم ترجمہ میں نے ۱۹۶۴ء میں شائع کرایا تھا اس پر اتر پر دلش اردو اکادمی نے مبلغ ایک ہزار روپیے بطور انعام مرحمت کیا تھا۔ اردو خواں طبقہ میں اس کتاب کی مقبولیت زیادہ نہیں ہوتی باوجود اس کتاب کی قیمت کل چھپ روپیے متین کی گئی تھی اور اس کتاب کی ضخامت کوئی تین سو صفحات تھی۔ البتہ معیاری رسائل کے مبصراً لے اس کتاب کی دل کھول کر تعریف کی اور جن لوگوں تک یہ کتاب بطور نذر رانہ پہنچی انہوں نے مترجم کی خوب بہت افسوس کی۔ تعجب ہے کہ علمی دنیا میں شہنشاہ ایڈر میس کی گوناگونیات میں ہے یہ نہ صرف فن ڈرامہ نگاری کا اعلیٰ قارنونہ ہے بلکہ انسانی نفیسیات کے ایک مخصوص رجحان کی دریافت بھی۔ جہاں اس طور نے فن تقدیم کی المیہ نگاری پر مبنی کیا ہے وہاں فراتر نے جنسی پیپر گیوں کی کھوچ اس ڈرامہ کے واقعہ میں کی ہے۔

”ایڈیشن کو اونٹ میں“ کے ترجمہ کا کام ۱۹۷۸ء میں ہی پورا ہو چکا تھا۔ جنوری ۱۹۸۱ء میں محترم ڈاکٹر محمد حسن کی نظر غنائمت اس پر ڈی موصوف اسے اپنے ساتھ لے گئے تاکہ اتر پردیش اردو اکادمی کے ادبی مجلہ سے اس کو شائع کر دیں۔ انھیں دونوں ڈاکٹر صاحب موصوف اتر پردیش اردو اکادمی کی صدارت سے سبدروش ہو گئے۔ خبر مل رہی ہے کہ ادبی مجلہ کی اشاعت کی کوشش جاری ہے اور اس لئے یعنی عکون ہے کہ مستقبل قریب میں یہ المیہ بھی قارئین کرام تک پہنچ جائے گا۔

”انٹی گوئی“ آپ کے ہاتھوں میں ہے اس میں صرف ٹکست ہے۔ تشریفات وغیرہ کا اضافہ کر کے کتاب کو اس لئے بو جھل نہیں بنایا گیا کہ اردو دان طبقہ میں قاری کی شدید کمی ہے اپنے علم حضرات اور ماریان کے لئے تشریفات بالکل غیر ضروری چیزیں ہیں۔ مجھے یہ بات بھی واضح کر دیتی ہے کہ اس کتاب کی اشاعت میں جو کچھ مجھے سہولت ہو سکی اس کا سبب بہار اردو اکادمی کا تعاون بھی ہے۔

اردو میں المیہ نگاری (ڈرامہ کے قالب میں) کا کوئی چلن ہی نہیں ہے جیکہ عالمی ادب میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔ دنیلے اندر جا رہے المیہ نگار پیدا ہوئے ہیں ان میں تین یونان کے کلاسیکی ادب کی دین ہیں اور چون تھا نمبر انگریزی ادب کے شکسپیر ہے۔ ہندوستان کے اپنے علم حضرات شکسپیر سے کسی نہ کسی طرح دائف ضرور ہی ہیں لیکن کلاسیکی ادب کی واقعیت ہمارے ہاں بہت کم ہے اور جن لوگوں کو کلاسیکی ادب کی واقعیت ہے ان کا مآخذ اردو نہیں بلکہ انگریز ہے۔ اردو ادب اگر عالمی ادب کے بلند مقام کو حاصل رہا چاہتا ہے تو ضروری ہے کہ تمام اعلیٰ قادر کارنا موں کے ترشیح کئے جائیں اور اردو خواں طبقہ کو ان سے روشناس کرایا جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ آج یہ کام اکادمیوں اور ترقی اردو لورڈ کی طرف سے بھی انجام پا رہا ہے اور کچھ لوگ اپنے طور پر بھی کر رہے ہیں۔ خریدنے والوں اور مطالعہ کرنے والوں کی شدید کمی ہے

زیادہ تر کام میں کا الجھوں اور اسکوں کی لا تبریر میں لوں کے حوالہ کر دی جاتی ہیں اور وہاں بھی جایئے تو، لیکن میں آتا ہے کہ برسوں ان کتابوں کو کھولنے والا نہیں ملتا۔

حالات حاضرہ کا رخ اردو زبان و ادب کے حق میں ہے۔ تاریخ میں کبھی کوئی ایسا زمانہ نہیں آیا تھا کہ اردو کو اتنی زیادہ سر پرستی ملی ہو۔ یہاں کے متعدد اضلاع کی دوسری سرکاری زبان اردو قرار دی جا چکی ہے۔ اکثر صوبوں میں اردو اکادمیاں قائم کر دی گئیں۔ یہاں تکنیکی طرف سے تمام درسیات کی کتابیں اردو میں بھی چھاپی جا رہی ہیں اور وہ دفعہ دور نہیں ہے جب پہنچتے میں ایک اردو یونیورسٹی کا نیام عمل میں آجائے گا۔ یہ وہ اسیاں ہیں جن کے پیش نظر اردو کے طلبہ کے حوصلے کافی بلند ہوئے ہیں۔ ہم اس ترجمہ کو اپنے اس عہد کے نام معنوں کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ عہد تاریخ ادب اردو میں ریاستی مورث کی نشاندہی کرتا ہے۔

رانجی

۱۹۸۱ ستمبر

محمد سمع الحق

اشنخیلوں کے تھیبیائی سہالیہ کا تعارف

(کلاسیکی ادب کے جرمن ماہر الدین سکو کے لفظوں میں)

اشنخیلوں نے تھیبیائی دیومالا توں کو سہالیہ کی شکل میں پیش کیا تھا۔ اس سہالیہ پر اسے سلکھ قم میں ادل انعام ملا تھا۔ بہلا المیہ تھا ”ناو“ دوسرا ”ایڈر“ اور تیسرا ”تھیبی“ کے در پر سات پر سات۔ ان تینوں المیوں کی بنیاد ایک خاندانی لست پر رہے جو اس دست تک اثر انداز ہوتی رہتی ہے جب تک کہ یہ پورا خاندان بالکل نیست نا یو دنہیں ہو جاتا۔ اس لعنت کی مسلسل یورش کا باعث ریوتاؤں کی غصہ بنائی تھی جس کی وجہ سے وہ اس کی اولاد و احفاد پر غذاب مسلط کرتے رہتے تھے۔ اس خیال کا موازنہ یونانیوں کے اس عقیدہ سے ہو سکتا ہے کہ وہ خاندان سے ماضی اور مستقبل کی تمام نسلوں کو ایک وحدت نامیہ مراد لیتے تاہم یہ کہا جاسکتا ہے کہ اشنخیلوں نے خاندانی لعنت کے مفہوم میں کچھ اضافہ بھی کیا ہے اس کے المیوں میں ایک نسل کے بعد دوسری نسل پر جو لعنت اثر انداز ہوئی ہے اس کے نوری اسباب بھی ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ لعنت معصوموں کو ہلاکت آشنا کرتی ہے بلکہ یہ ہر بار کسی نہ کسی مجرمانہ عمل کے نتیجہ میں اثر انداز ہوتی اور باعث ہلاکت نہیں ہے۔

اشنخیلوں کے سہالمیوں میں سے ایک ہی ڈرامہ دستیاب ہے۔ اس ڈرامہ میں ایڈر میں کی لعنت کا ہی اثر نہایا ہے۔ ایک حلف تھیبی کا محاصرہ پولی نیسی اور اس کے

ساختی کے ہوئے ہیں دوسری طرف ایطی قول ایک مبہم حالت میں ہے ایک ذمہ دار بادشاہ کی حیثیت سے شہر کی حفاظت کی ڈھال اس کے ہاتھ میں ہے لیکن اسے اپنے باپ کی لعنت کے چلتے ہلاکت آشنا بھی ہونا ہے۔ اس ڈرامہ کو دیکھتے وقت دونوں حالاتیں پیش نظر رہتی ہیں جہاں تھی کی مخصوص کیفیت کا ذکر ہے اور اسے دشمنوں کے ہجاء سے بچانے کی ہم پیش نظر ہوتی ہے۔ وہاں یہ ڈرامہ جنگی فنا کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ ایطی قول کا المیہ پورے ڈرامہ کا ایک جزو ہے۔ ڈرامہ میں ماجرازگاری اس طرح ہوتی ہے کہ اس کی مقسوم ہلاکت کا نقش رنہ رفتہ ظاہر ہوتا ہے یعنی پورے شہر کی نیا ہی کا پھیلاؤ سمٹ کر ایک فرد واحد کی ہلاکت میں غم ہو جاتا ہے۔

ڈرامہ ایک انتہائی سے شروع ہوتا ہے جس میں ایطی قول، اپنے فوجیوں کو خطرہ اور ان کے فرائض سے آگاہ کرتا ہے۔ ایطی قول دن کو ماں کہتا ہے اور سب کے سب عہد کرتے ہیں کہ ماں کے لئے وہ اپنا سب بچھ قربان کر دیں گے۔ اسی دست ایک سپاہی اعلان کرتا ہے کہ طوفان سر پہاڑ گیا ہے خوف دہras سے برحواس عورتوں کا کورس دیوتا اؤں کے مجسموں کے پاس جمع ہو جاتا ہے جہاں پر ایک ایسا منتظر ہے جو آنت اور خطرہ کے اثرات کو اجاگر کرتا ہے۔ جہاں پر کوئی عمارت نہیں ہوئی نہیں دکھلانی جاتی ہے بلکہ ایک دینع عریض قربان گاہ ہے جو مختلف دیوتا اؤں کے نام سے مسوب ہے۔ غم دا لام کے بے انتہا نظاہرہ کی تاب نہ لا کر ایطی قول عورتوں کو دیوتا اؤں سے دعا کرنے کو کہتا ہے۔

ڈرامہ کا مرکزی حصہ سات تقریروں پر مشتمل ہے جن کے نیچے نیچے میں کورس کے مختصر نعمات حائل ہوتے ہیں۔ یہ تقریریں بادشاہ اور سپاہی کے درمیان ہوتی ہیں۔ سپاہی ساتوں در پر گھیرا ڈالنے والے حملہ آوروں کا ذکر کرتا ہے اور ایطی قول ہر ایک یہ مقایلہ میں ایک ایسا تھبیاں جنگجو متعین کرتا ہے مخصوص طہر کا تعارض پیش کرنے میں بہت ہی موثر ذریعہ

اظہار کو استعمال کیا گیا ہے اگرچہ شہر پر منظر لاتے ہوئے خطرات کا اندازہ تو پہلی ہی تقریر اور نتائج سے ہو جاتا ہے۔ صحیک اس وقت جب سیاہی اعلان کرتا ہے کہ پولیسی ساتھیوں درپر گھر اڑا لے ہوا ہے تو ایک میں کے دونوں ملعون بیٹوں کی بدختی کا منظر سامنے آ جاتا ہے۔ رہائش پر ایک قتل کا جواب اس آدمی کا جواب نہیں ہوتا ہے جو برطی تندہ سے شہر کی حفاظت کی تدبیر کر رہا ہے بلکہ سب سے پہلے دھمل یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے مبتلاستے خود سے خاندان پر اظہار انسوس کرتا ہے اور دیوتاؤں کی نفرت سے جو اس خاندان کو صدمے پر صدمے پہنچتا رہا ہے اس کا اظہار کرتا ہے۔ رہائش پر ایک قتل رہنا کارانہ اپنی ہلکتت کی طرف پڑھتا ہے اور بھائی کو مقابلہ کی کی دعوت دیتا ہے۔ اب ہم سمجھ سکتے ہیں کہ اشغالوں لعنت زدگی کے تصور کا کیا مفہوم لیتا ہے۔ ایک طرف لعنت زدگی ہے جس کی معرفتی حیثیت ہے اور دوسری طرف ذاتی مرضی ہے جس کی موضوعی حیثیت ہے یعنی اس ذاتی کو حرکت پذیر کرنے والی دوسری قوتوں ہیں۔ ایک قتل کو احساس ہے کہ وہ برادر کشمکش حرم کا ارتکاب کرنے والے ذاتی جو جانکاہ نتیجہ نسلنے والا ہے اس کا بخوبی علم بھی اس سے یعنی دیوتا کی لعنت اپنازگ لاسنے والی ہے ہم نے پہلے ہی کہا ہے کہ ایک معیاری المیہ کی علامت یہ ہے کہ ہلکت آتنا ہیر دا پنچھا تقریر کے فیصلہ سے خراہ رہ کتنا ہی ہمیت ناکیروں نہ ہو پہلے ہی بخوبی رافت ہو۔ ایک قتل کے کردار میں اس کی واضح مثال ہے اگرچہ کچھ اور المیہ کو داروں کے ساتھ بھی یہی بات کہی جاسکتی ہے۔

اگر دیوتاؤں نے شرمند کر دیا ہے تو کوئی طاقت اس میں تبدیلی نہیں پیدا کر سکتی۔ ایک قتل کا آخری جملہ ہی ہے اور انھیں القاظ کے ساتھ وہ الم نصیبی کی عملہت سکلتی۔ اٹھ کھڑا ہوتا ہے کیز کہ وہ اپنے ارادہ سے ہم آہنگ کر کے ناگزیر طور پر فتح حاصل کر لیتے ہیں۔ کوئی کس کے ایسا ہیجان انگیز نغمہ کے بعد ایک ملما صلح ہتھی کی آزادی اور بھایوں

کی موت کی خبر سناتا ہے ڈرامہ کے دونوں موضرعات (خہر کی لعنت اور شاہی گھرانے کی بعد بختی) کے متفاہ حل نکلتے ہیں۔ بھائیوں کی موت پر اظہار افسوس کے بعد یہ ڈرامہ ملکہ سہالیہ ختم ہو جاتا ہے۔ یہ اختتامیہ جس میں مکمل الیہ کا تصادم دونوں متاز کرداروں کی موت کے ساتھ ایسے کمال پرہبیج جاتا ہے کہ اس کے آگے جو کچھ روایتی ڈرامہ میں پایا جاتا ہے ناقابل برداشت معلوم ہونے لگتا ہے۔ اس میں ایک ڈپٹیوں کی کانسل کا ایک تا صد اعلان کرتا ہے کہ پولیسی کی تجویز و تکفین منور ع قرار دے دی گئی ہے۔ انطی گونی اس فیصلہ کے خلاف سختی کے ساتھ استحجاج کرتی ہے۔ کورس کی بعض تحریکیں اس کا ساتھ دیتی ہیں اور سلطنت کے حکم کی تشکیر کرتی ہیں (یہاں یہ باتیں ذہنی لشیعی رہنمی رہنمی چاہئے کہ ڈپٹیوں کی کانسل کا سر سے ایکھنر میں کالکتہ ہر سے پہلے تک کوئی وجود نہیں تھا۔ نیز لسانیاتی طریقہ پر جائزہ لیا جائے تو فیصلہ کن بات کہنا تو مشکل ہو لیکن اس سے اس خیال کی تائید ہو جاتی ہے کہ یہ حصہ بعد میں لکھا گیا ہے اور کسی بعد کے زمانہ میں اس طبق کیا گیا ہو گلا تدبیحی تحریروں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ کسی پرانے ڈرامہ کو اس طرح ایک نیا ڈھانچہ دینا ایک عام داقعہ تھا۔ ظاہر ہے کہ سونو تل کی "انطی گونی" اور لیوری پسیدر کی "نویقی شرائین" نے یہ موت نے فراہم کیا ہو گا کہ تدریں کے موضوع کو جوڑ دیا جائے کیونکہ اس قسم کا خاتمہ محترم و ملعون خاندان کی پوری نسل کی ہلاکت پر منبع ہوتا ہے۔

انٹی گوں

”تھیاں ڈراموں میں انٹی گوں سب سے پہلے لکھا گیا تھا۔ اگرچہ اس کا موضوع سب سے آخری ہے۔ ایشخیلوس نے دسات پر سات، میں پہلے ہی اس نوجوان ہیرون کو اس طرح پیش کیا تھا کہ وہ فاتح شہریوں کے حکم کی خلاف ورزی کر رہی ہے کہ انہوں نے اس کے بھائی بانگی پول نیسی کی تجہیز و تکفین منوع قرار دی تھی۔ ایشخیلوس نے اسے یہ موقع دیا تھا کہ اسے اپنے عمل میں ہمدرد احباب کی ایک جماعت کا تعاون حاصل ہو۔ لیکن سو فوتل کے ڈرامہ میں وہ جتنہاں افلاط کھڑی ہوتی ہے اور وہ عام شہریوں کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتی بلکہ قریبوں کے مقابل کھڑی ہوتی ہے جو ریاست کا مطلق العنوان حملہاں ہے۔ اس لئے یہاں مجاہدہ زیادہ تشریف صورت اختیار کر لیتا ہے اور اس کی بہت اور بر بادی دونوں زیادہ موثر ہو جاتی ہے ماں مقندر راعلیٰ کی فرمابندی اور خاندانی تقدس کے احساسات کے تصادم کا زیادہ واضح اظہار ہوا ہے کیونکہ دونوں احساسات ایک ہی فرد کے ارادہ میں الگ الگ جلوہ گر ہوتے ہیں۔ اسی غرض سے حالات بدرجہ اتم انسان اندار گونہ یہاں کرتے ہیں اور ناظر کا دل جو اگرچہ اس خاتون کے مردانہ عوام کی ہمدردی سے بہت زیادہ لبریز رہتا ہے جسکی زندگی جبکہ امیدوں کی قندیل سے منور ہو رہی

لکھی قربان گاہ کی پہنچنے پر طھگئی پھر بھی کچھ احساس اس زندہ تباہ حال کے غم کا
بھی ہوتا ہے جو اپنی حب الوطنی کے جوش سے ایک ظالم کاروپ دھار لیتا ہے، اپنے
وطن کو تباہی کے دہانہ پر لاکھڑا کرتا ہے اور اسے اپنے بیٹے اور بیوی سے ہاڑھ دھونا
پڑتا ہے اور ان کی لعنتوں کا مصلحاق بنتا ہے ۶

لیوس کیپبل (ستاہ ۱۸۸۱ء کی اشاعت کا تھیڈی نوٹ ص ۲۳ و ص ۲۴)

انٹی گونی

(بدیعت ایڈ پس کے پڑھئے پولی نیسی کو اس کے چھوٹے بھائی ایٹی قول نے تاج و تخت سے بے دخل کر دیا تھا حالانکہ وہ ہی بادشاہت کا حقیقی دارث تھا۔ وہ ارکوٹے ایک فوج لیکر اپنے ملک تھیبی پر حملہ آور ہوا۔ اس کی فوج شکست کھا گئی اور دونوں بھائی ایک دوسرے کی تلوار سے انفرادی جنگ میں مارے گئے۔ اب قرموں تخت نشین ہوتا ہے یہ ایڈ پس کا سالا۔ مانوں ہے۔ اس نے حکم جاری کیا کہ پولی نیسی کی تحریر و تکفین نہ کی جائے۔ پولی نیسی کی بہن انٹی گونی نے خواہ رانہ محبت اور مذہبی تقاضا کو مقدم مان کر شاہی فرمان کی خلاف ورزی کی اور اپنی جان کی تربانی کا باعث ہوئی۔ قرموں نے اپنے فرمان کے مطابق انٹی گونی کی جان لے لی۔ اس کے نتیجے میں اس سے اپنے بیٹے ہم اور بیوی یوری دیں سے ہاتھ دھوئا پڑا۔ اساتھ ہی وہ ان کی بنتوں سے مغضوب ہو کر تباہی کی بے کسی میں پڑ جاتا ہے۔ اس کا بڑا بیٹا میگارو پہلے ہی خار مدت وطن میں مارا جا چکا تھا۔)

ایڈ اسیں

(اسٹیچ پر انٹی گونی اور اسیں دونوں بہنوں ہیں)
 انٹی گونی۔ اسیں ! سگی نیزی ہے، ہم ہیں جہاں میں ؟
 اک خوشہ کے داۓ۔ تمہیں ہے کوئی خبر بھی ؟

ہم دونوں کو فرمان قضا کیا نہیں تازیست
 بدرکار ایڈپس کی دراثت کو سنبھالیں ؟
 ہر دہشت و غم اپنی ہی قسمت میں لکھا ہے
 اب آج ہی جرنیل نے اعلان کیا ہے
 کیا تو نے سنایا کہ تو ہے سوت سماں
 جب اپنے عزمزوں پہ عدو نظم ہیں کرتے ؟
 اسکیں :- اسے انٹی گونی اپنے عزمزوں کی یہ نسبت
 مژدہ ہو خوشی کا کہ المناک خبر ہو
 اک بات بھی ایسی نہ کہیں یہ نے سنی ہے
 ہم دونوں برادر سے تھے محروم سراسر
 دونوں نے کیا قطع تعلق ہم اک دن
 کل رات پھٹا ارگو کا شکر جو ماہ سے
 تب سے یہ نہ جانا کہ مرے واسطے کیا ہے
 کچھ وجہ الہ یا کہ مستر کی گھڑی ہے
 انٹی گونی :- میں جانتی تھی اچھی طرح اس لئے تجوہ کو
 لے آئی ہوں تنه سائی میں پھٹک پہ محل کے
 اب اچھی طرح سن لے کہ کیا بات ہوئی ہے
 اسکیں :- یوں اب کہ تری خستہ نگاہی سے عیا ہے
 تشویش کے آثار کہ دل بیٹھ رہا ہے
 انٹی گونی :- کیا رسماں عزاداری قصریوں نے نکالی ?

در بھا یوں نہ ایک کا اعزاز بڑھایا
 اور دوسرا پر کیا ہی ستم اس نے ہے ڈھنایا
 کہتے ہیں ایطی قول کو پھولوں سے سچا ر
 اور کر کے اسے دفن خطابوں سے نوازد
 پس پولی نہیں آفت مقصوم کا مارا
 سنتی ہوں کہ ہر سمت یہ اعلان ہوا ہے
 کوئی نہ کرے دفن نہ آنسو ہی بھانے
 بے گور و کفن بے غم و ماتم ہی رہے وہ
 ۳۰ اور زاغ و زاغ کے لئے ملغوبہ بنے وہ
 انصاف پسندی کا یہ قانون قریبوں نے چلایا
 اطلاق تجھی پر بے پہ مستثنی نہیں ہیں یہی
 جاتا ہے ادھر حکم کی تشهیر کرانے
 ہر کوئی سنے اور اسے ٹھٹھا نہیں سمجھے
 یہ حکم نہ مانے جو اسے رجم کر دیں گے
 پتھر سے سمجھی شہری اسے قتل کر دیں گے
 احوال ہی ہیں مجھے جلدی سے بتاؤ
 ابجداد کی پکھڑ تجھدیں جمیت بھی ہے باقی؟
 ۴۰ اسمین:- دل دوز ہے پر ایسے یہ کیا ہم تے بنے گا
 انظی گونی:- کیا خطرہ و مختی میں مرے ساختہ رہوگی؟
 اسمین:- کس طرح کی شوریدہ مہم ہے یہ بتاؤ

انٹی گوئی:- کیا ساتھ مرا دوگی کہ میت کو اٹھائیں
اسمیں:- سب کو ہے مٹا ہی اسے تم دفن کروگی
کیا تیرے ارادے ہیں تو کیا سوچ رہی ہے؟

انٹی گوئی:- ہے دفن جسے کرنا وہ میرا ہے حقیقی
تیرا بھی ہے۔ کیا فرض نہ پورا تو کریں گی
ہے عون کارشتم میں دغا اس کو نہ دوں گی

اسمیں:- اے جوش جنوں! حکم قریوں سے بھڑکی

انٹی گوئی:- کیا حق کہ الگ کر دے وہ بھائی سے بہن کو

اسمیں:- کیسے ہوا بابا کا زوال اس کو تو سوچو
دشمن ہوئے سارے۔ گتی سب ناموری بھی

دریافت کیا اپنے ہی جرمون کو خود اپنے
خود اپنے کو بر باد کیا آنکھوں کو پھوڑا

پھر ان کی وہ ماں۔ بیوی۔ یہ دونام کا دھبہ
وہ پھانسی کا پنڈہ کہ وہ خود اس سے تھیں جھیں

اور دلوں برادر کا اب اس وقت کا صدمہ
اک دوسرے سے گتھ کے بہم جنگ میں دلوں

کیسے ہیں کئے بھائی کی تلوار سے بھائی
ہم دوہی تو باقی ہیں وہ سوچ کے بولو

بے رحمی سے ماریں گے اگر حکم نہ مانیں
فرمان شہنشاہ سے طکرانا ہے ہم کو

۵۰

۵۱

۵۲

سم عورتیں ہیں یہ بھی تو پکھہ دھیان میں رکھو
 ہم مردوں سے پرکار کی قوت نہیں رکھتے
 ہم صید زبوں ہیں کہ ہم تاب نہیں ہے
 ہر حکم جفا کار پہ جھکت ہی پڑے گا
 قبروں میں جو ہیں ان سے معاف کی طلب ہے
 مجسوری مری ہے کہ سراپت میں جھٹکا لوں
 حکام سے ٹکراوں مجال اتنی نہیں ہے
 ہے مصلحت و قوت کہ بندش میں ہی جی لیں
 انٹی گونی:- بولوں گی نہ پکھہ ہاتھ بٹائے بھی اگر تو
 اب تیری مدد مجھ کو خوشی پکھہ بھی نہ دیں گی
 رہ اپنی ہی مرضی پہ مجھے کام نہیں ہے
 مرحوم برادر کو میں خود دفن کر دیں گی
 اس عزم پہ مرجانا بھی خوش بختی ہے میری
 رکھیں گی عزیز اس کو مری روح بھی مر کر
 اس جرم مقدس کے لئے بجان ہے دینی
 ہوگوں کی رضا چاہئے کا وقت ہوا ختم
 مرحوم کی خدمت سے سیدروش نہ ہوں گی
 گھر میرا نہ اب ملک فنا میں کہیں ہوں گا
 ہو تجھ سے تو کر حکم خداوی کی ہتک تو
 اسیں:- میں کار مقدس کی نہ تعقیر کر دیں گی

طااقت کہاں قانون کی قوت سے لڑوں میں
انٹی گونی:- تم عذر تراشو، میں چلی اپنی ڈگر پر
بھائی کے لئے قبر کا طیلہ میں بناؤں
اسمین:- ڈرتی ہوں ترسے واسطے اے بخت کی ماری
انٹی گونی:- کیوں نکر مری؟ اپنے مقدر کو ہی سوچو
اسمین:- ہاں اپنے ارادے کو نہ کر فاش کسی پر
اس راز کو پو شیدہ رکھو، میں بھی رکھوں گی

۹۰ انٹی گونی:- کہہ آ کہ خوشی تری منظر نہیں ہے
بہتر ہے کہ دنیا میں منادی تو کرادے
اسمین:- سرگرم ہے تو ایسے جگہ دوزہ مہم میں؟
انٹی گونی:- کرنا ہے اسے راضی چھیت ا جو تھا میرا
اسمین:- پچھہ ہو گا نہ حاصل تری خواہش کا نتیجہ
انٹی گونی:- تب بنو بنا نا جو میں ناکام ہی لوٹوں
اسمین:- اقدام ہے بیکار جو امکان نہیں ہے
انٹی گونی:- ان باتوں سے نفرت مری بڑھتی ہے یہ سن لو
خاموش کہ محروم بھی نفرت ہی کرے گا
نا سمجھی سے میں آپ ہی جو کھوں میں پڑوں گی
۱۰۰ عزت کی ہر موت اس سے نہ محروم رہوں گی
اسمین:- جاؤ جو ہے جا نا کہیں خندی بھی رکے ہے
ہاں تیری دنیا کا نہیں دنیا میں نہونہ

(کورس کے اندر داخل ہوتے ہیں)

(اسٹرانگ کی دھن میں نغمہ مل)

کورس:- چڑھتے ہوئے سورج کی صیا پاش شعا عو!
 ہیں سات درے تھیں پہ بھر نور کی کرنیں
 کیا کھل کے اگاہے اسی وادی سے چہاں پر
 دائر سی کی دیلوی کاروان پشمہ ہے جاری
 تیری ہی شعا عوں کی ہے تاثیر کہ جس سے
 میران سے ارگو کے جوان چھپ کے ہیں بھلگے
 ہر طرح کے ہتھیاروں سے نکھلے یہیں وہ سالے
 پوچھنے سے پہلے ہی بھگایا گیا ان کو
 وہ ڈھالوں کا رخ پھیر کے صاف توڑ کے بھائے
 کیا نرد رو جنگاہ سے بے سر و حر سے گئے ہیں

(مخالف اسٹرانگ کی دھن میں نغمہ مل)

وہ برف سے ابھلے زرہ و خود میں ڈوبے
 شاہین صفت اٹھے نکھلے اس دیس کے دشمن
 اس شہر کی تاراجی کا منصوبہ بنایا
 جب ان کو پولی نیسی کی نفرت نے جگایا
 دھمکی کی ہوا باندھے ہوئے سورج پھاتا
 فولاد میں ملفوون سراپا ہر اک آیا
 کلغی تھی پر ڈل کی سر منور کے اوپر

(اسٹرانی ۲)

۱۲۰ اترے سرگندر کہ ہوں خون رینہ بہ آتش
 نیزوں کی چمکتی تھی انی ان کی صفوں میں
 وہ خون کے پیاس سے تھے مگر تشنہ ہی اُٹے
 اور اگنی کی دیوی سے رہی تھی بھی بھی محفوظ
 اسٹرانہ دھوان شہر سے تو میں مانہ نصیلین
 اک شور اسٹھا حکم خداوند وغا سے
 بھاگے وہ صف جنگ سے طونان اٹھاتے
 اک درد فرا کرب سے یہ فتح ملی ہے
 جان توڑ رڑے ناگ جب آزادی کی خاطر
 (مخالف اسٹرانی ۲)

۱۳۰ دیکھا تھا زمیں نے وہ اکڑتے ہوئے چلنا
 سونے سما جھملتے ہوئے آرائستہ زمیں پر
 زمیں کو نہیں بھاتے بڑے بول کسی کے
 اتنے میں کوئی تیزی سے اوچانی یہ آیا
 وہ آگ کا کو ندارائے دھرم سے وہیں ڈپ کا
 میدان رسمے کے اوپر سے لگا انصرہ نوشی کا
 گرتے ہی زمیں پر وہ لڑھکتا گیا یہی نیچے
 کس شان غضب سے وہ چڑھا اور کرا بھی

اک جوش جنوں میں وہ بپھرتا ہوا در پر
 آیا تھا کہ جھلسادے وہ اس شہر کی عظمت
 پکا تھا لئے شعلہ نفرت کی وہ مشتعل
 ۱۷۰ بھر رات رہا شورہ مبارز طبی کا
 ہر لمحہ بدلتے رہے جنگاہ کے تیواری
 تھے بیم و رجا سے متغیر سمجھی احوال
 رہ رہ کے ابھر آتا تھا تشویش کا منظر
 دشمن پہ تجھی آری نے پھینکا وہ دھماکہ
 یہ ان کی رضا تھی کہ معاون تھے ہمارے
 (اسٹرانی علی)

تھے سات سپہدار اور سات ادھر تھے
 تھی کے ہر اک در پہ تھا انواع کا ریلا
 جب دن کا قدم اکھڑا سیہ پوش ہوئی رات
 تب جنگ کے پلڑے کو زمیں نے ہی جھکایا
 ۱۵۰ کل قصہ یہی ہے کہ وہ تھمت زدہ بھاگے
 پر آہ وہ دہشت زدہ معتوب حواتر
 جو ایک اب وام کے تھے زانتیدہ حسرت
 دونوں ہوتے مایوسی کی لعنت میں گرفتار
 اک دوسرے پر دونوں چلاتے رہے نیزہ
 دونوں تھے سگے بھائی کے ہی خون کے پیاسے

تا آنکہ کیا موت نے دونوں کو مساوی
(مخالف اسٹرانی مل)

آخروہ بغل گیر ہول تھیبی سے شاداں
دوشیزہ دلدار جو ہے فتح سے موسوم
دل اہل وطن کا ہوا معمور خوشی سے
نر غم میں لیا اس نے مسرت کی ادا سے
۱۴۰ اس رتحہ کو علم دار جو تھا جنگی انا کا
اور اس کی نگاہوں سے کھلے غنچہ نغمات
پھر جنگ کی یا دیس ہوتیں معدوم دلوں سے
جب امن کے افکار نے اندریشہ کیا دور
بھر رات رہا رقص مقدس کا تو اتر
ہوتے رہے الطاف فراداں کے نظارے
ہر روضہ کا کمر آئے طواف اہل عقیدت
آغاز ہوا اس سے جو بھوکپ ہے لاتا
۱۴۹ بانوس کہ ہے تھیبی کا زانتیدہ ازار

چہلہ منظر

کو رس:- وہ دیکھو قریوں ہیں جو سرتاج ہوتے ہیں
 ۱۷۰ خوش بختی تازہ سے سرافراز ہوتے ہیں
 اک انجمن خاص میں ہم سب کو بلاتے
 کس باب میں جانے انھیں مطلوب ہیں رائیں
 آیا ہے نقیب ان کا جو پیغام یہ لایا
 ہے عام منادی کہ ہوں اعیان اکٹھا

(قریوں داخل ہوتے ہیں)

قریوں:- یاران وطن اپنا معینز یہ سفینہ
 جس کو ہے تلاطم سے خداوں نے بچایا
 بد خوف رواں پھر سے ہوا جانب منزل
 اک قادر ذاتی سے بلا یا ہے یہاں پر
 اس شہر کی آبادی سے تم کو ہی چُننا ہے
 ۱۸۰ تم لاو کے فرمان کے پابند رہے ہو
 پھر جبکہ ایڑہ میں کا سما خوشحال زمانہ
 اور حب وہ گرے پتی ذلت میں ہہاں کے
 ہر حال میں پایا تمہیں ہمدرد و وفادار

تم شہی قرائیں کو کرتے رہے تسلیم
 وہ دونوں برادر کہ ہوتے خاک بسراپ
 اک دوسرے کے ہاتھوں جو مقتول ہوتے ہیں
 پر بختی میں دونوں کا رہا حصہ برابر
 آلووہ ہوئی اپنی نہ میں بھانی کے خون سے
 ۱۹۰ مرحوموں کا رشتہ میں ہوں میں سب سے قریبی
 اس دلیں کی شامانہ ولایت اسی باعث
 ہے میرے تصرف میں کہ میں تخت نشین ہوں

مشکل ہے کوئی جان سکے دارہ فساد میں
 کیا دل میں کسی کے ہے وہ کیا سوچ رہا ہے
 جب تک نہ ملے عہدہ اعلیٰ کی کسوٹی
 انسان کو جھلکاتا ہے آئینہ منصب
 اس صاحب قدرت کو سمجھتا ہوں میں پا جی
 جو خوف سے رک جائے کسی ایسے عمل ہے
 جو حق ہے تقاضائے عدالت پیغمبیر مبنی

۲۰۰ وہ بھی ہے مری آنکھ میں ندموم و سیہ کارہ
 جو ملک کی تارا جی پہ یاروں کو لگاتا
 نہیں کو بناتا ہوں گواہ اپنا میلا اس وقت
 ہے جن کی نگاہوں میں ازل اور ابد سب

میں چپ نہیں رہ سکتا مرے اہل وطن پر
 خطرہ کوئی منڈلاتا ہو جب نقض امار کا
 ہوں امن کا حرام ہیں سبھی میری پڑھ میں
 اور بیاری نہ رکھوں گا میں دشمن سے وطن کے
 ہم سب کو ہے تازیت وطن کا ہی مہماں
 اونچا ہے اگر اس کا علم دوست بہرہ ہیں ۱۰

۲۱۰ ان را ہوں پہ چلتا ہوں کہ ہے عزم مدد
 پاتی رہے ہر آن نمو تھی کی عظیم

ادرتب یہ مرا نیصلہ ہے دلوں کے حقیقی
 ابناء ایڈم پس جو گتھے بھائی سے بھائی
 وہ شخص ایطی قول مرا تھی کی خدا طرز
 ایسا وہ لڑا جیسے شجاعانِ امدادی ۱۱

ہر رسم مقدس سے سے دفن کر دیں گے

جو سب سے محزر کی ہیں مدنین کی رسمیں ۱۲

پر اس کا دہ بھائی جسے تھا دلیں نکالا

جلاد صفت لوٹا جنم بھوم پہا اپنے ۱۳

بریادی کا منصوبہ لئے آگ ایکلائی ۱۴

آبائی خداوں کا بھی کچھ پاس منہ رکھا ۱۵

تنا اس کا منادر کو بھی ڈھونڈنا کہ آزادی ۱۶

وہ تھیبی کی آبادی کا سخا خون کا پیاسا
 تماوار سے جو بچتا اسے قیدی بناتا
 اس واسطے ہے پولی نیسی کے لئے اعلان
 ماتم نہیں ہوگا نہ جنازہ ہی اٹھے گا
 وہ دفن نہ ہو زاغ و زاغن نوجھ کے کھائیں
 اور اس کی سڑی لاش کو کتے بھی سمجھوڑیں
 جو دیکھے اسے شرم سے منہ اپنا چھپائے
 میں نے یہی سوچا ہے یہی میں نے ہے کھانا ۳۴۰
 میں چھوڑ نہیں سکت کسی پا جی کو ہرگز
 انصاف کر دیں گا کہ ہو عیارت کا نمونہ
 لیکن ہے وطن جس کو عزیز اس کو نوازوں
 زندہ ہو کہ مردہ اسے اعزاز ملے گا
 کورس:- اے ابن میناک جس کو وطن سے ہے محبت
 اور وہ کہے نفرت جسے اس خاک وطن سے
 ان دونوں کے بارے میں سنیں آپ کی باتیں
 خود آپ ہی یہ فیصلہ نافذ بھی کر دیں گے
 وہ جو کہ مرے اور جو ہم زندہ یہاں ہیں
 دونوں پہ ابھی آپ کا فرمان ہو جساري ۳۴۰
 قریوں:- تعییل مرے حکم کی ہو دیکھتے رہتے
 کورس:- یہ بار تو ان سے ہی اُٹھیگا جو جواں ہیں

قریوں:- پہلے ہی سے میتھا کے نگہبان وہاں ہیں
کورس:- پھر اور ہمیں حکم ہے کیا اس کے علاوہ ؟
قریوں:- دینا نہ پنہ ان کو جو یہ حکم نہ مانیں
کورس:- ہے کون جسے شوق ہے پھانسی کی سزا کا ؟
قریوں:- ہاں یہ تو سزا ہے ہی۔ مگر نفع کی خواہش
انسان کی تباہی کا سبب بنتی رہی ہے
(ایک چوکیدار داخل ہوتا ہے)

چوکیدار۔ آقا مرے ! میں ہانپتا آیا ہوں مہماں ای پر
میں تیزی رفتار سے لیکن نہ تھا کہ ہوں
اور پاؤں سفینہ بھی نہ تھے بلکہ مرا دل
کہتا تھا کہ رک جاؤ قدم پیچھے ہٹا لو
پھر اٹھا مرے دل میں بڑا شور مباحث
اک کہتا کہ بدر بخت تو آفت میں پھنسیگا
پھر کہتا کہ بھاگا تو کہاں پیچ کے رہیگا
جب شہ کو خبر ہوگی کسی اور کے منہ سے
اس طرح کے اندر مشتوں سے گھبرا تا ہوا میں
تیزی سے نہیں پھیری لگاتے ہوئے آیا
آخر میں پہنچ آیا ہمارا آپ کے آئے
کہتے ہر سے حق میں مری دل جمعی کی خواطر
(جو کہنی ہے مجھ کو وہ بڑی بات نہ ہو بھی)

۲۵۰

آئنے کی یہ بہت ہوئی اس اپنے یقین پر
 ہو گا تو وہی جو کہ مقدار میں لکھا ہے
 قریوں:- کیا باعث اندریشہ ہے کیا بات ہوئی ہے؟
 چوکیدار:- کہتے ہر بارے میں کہ میں نہ کیا ہے
 اور کس نے کیا مجھ کو خبر کچھ بھی نہیں ہے
 پھنس جاؤں اگر میں تو یہ انساف نہ ہو گا
 قریوں:- دیتا ہوں اماں تم کو کوئی خوف نہ رکھو
 لگتا ہے ترے پاس کوئی تازہ خبر ہے
 چوکیدار:- ہے تن سے لرزتا جو خبر خوف کی لاتا
 قریوں:- اب دیر نہ کر کہنا جو بے کبھے کے چلا جا
 چوکیدار:- سننے کہ کوئی لاش پڑا کر ہوا پھیست
 اور پیکے سے دفنا یا گیا اس کو زمیں میں
 سوکھی ہوئی مٹی سے دبایا گیا پہلے
 پھر اس پہ ہوا دنی تھا ضرور کا اضافہ
 قریوں:- میں! کس نے کر باندھی ہے غداری پہ اس طور؟
 چوکیدار:- میں کبھے نہیں سکتا۔ کوئی پرچان نہیں ہے
 اک چھبو کدلی کا بھی پایا نہیں جاتا
 نے کھر پر سے چھیلی ہوئی گھسیاری کی مٹی
 بن گھاس کرڈی جس میں لگے ہل نہ بنتے یا ک
 جن کوئی بھی بخدا اس نے نشانی نہیں چھوڑی

اور صبح کا جب پہلا سپاہی ادھر آیا
دکھلایا ہمیں اس نے تو ہم خوف سے کانپے
شہزادے کا علیہ نہ دکھانی دیا ہم کو
گو قبر نہ تھی دھول کی چادر سی پڑی تھی
لوں پھینکا گیا جیسے کہ مقصود اسے ہو
مرحوم کی لعنت سے بچاؤ کا طریقہ
ظاہر نہ تھا ایسا کہ وہاں بھیرنے آئے
یا کتنے یا کھیت کے گیدڑ نے گھسیٹا
پھر ہم ہی نگہبانوں میں ہوئے نے لگا جھگڑا

۲۹۰

۱۶

اور جنگ کے دینے لگا ایک ایک کو الزام
اور ایسا لگا جیسے کہ گھونسے بھی چلیں گے
کوئی نہ تھا جو نیچے میں جھگڑے کو چلاتا
جس نے بھی کیا ہم ہی یہ الزام تھا لامبا
اجرم نہ نہ پچھوڑی تھی عالمت کوئی اپنی
تیار تھے چھونے کو تو ا جلتا ہوا ہم
اور آگ پہ چلنے کو بھی راضی ہے سمجھی ہم
کھا سکتے تھے ہم سارے خداوؤں کی قسم بھی
قصیر ہماری نہ تھی پس ہم نے جانا
کس کی تھی یہ سازش یہ عمل سے نے کیا تھا
تعلیش کی اگ را نظر ہم کو نہ آئی

۳۰

۱۷

اک شخص کی باتوں پہ جھلکیں ساری نگاہیں
 دل بیٹھ گیا کانپ اٹھنے خونے کے مارے
 بن آیا جواب اس کا نہ ہم میں سے کسی سے
 بولا " یہ ہے مگبیر نہ تم اس کو چھپاؤ
 جلدی سے شہرِ وقت کو جا کر یہ بتاؤ
 سب مان گئے مشورہ اس شخص کا آخر
 پھر میں ہی وہ ملینت تھا جس کو یہ ملائکام
 پہنچا میری اس کی ہریَّ محمد کو ہی تفویض
 یہ آنا پسندیدہ مجھے ہے نہ تھیں ہے
 کیا اچھا لگے وہ جو بڑی بات سنائے
 کورس:- آتا ہے مرے دل میں ، شہما ایسا لگے ہے
 اس باب میں کچھ دخل خداوں کا رہا ہے
 قریوں:- بکراس سے بھڑکاؤ نہ غصہ کو ہمارے
 لگتا ہے بڑھاپے سے ہو سٹھیائے ہوئے تم
 اس مردے کی کیا فکر خداوں کو کہو تو
 اس لاش کو تو پیں افسیں کیا اس سے ملے گا؟
 کیوں اس کا بڑھانے لگے اعزاز خداوند
 آیا جو سقا درگاہوں کے مینارے کو ڈھلنے
 نذر انوں کی دولت کا جہاں ڈھیر لگا ہے
 ۳۲۰ دہ دین و قوانین مٹانے کو سقا آیا

اشرار پسندوں کا بھی کرتے رہیں وہ اعزاز ہے

ہے پہلے سے اتنی سی بھنک کان میں میرے
چھد تھبی کے بیزار ہیں آمادہ شورش
یہ میری حکومت جنہیں تسلیم نہیں ہے
چھد کے انھیں لوگوں نے دربانوں کو ثبوت
یہ کام کرایا ہے - (سمجھتا ہوں مہی یہ میں)
دنیا میں نہیں زر سے بڑا شر کا معاون
جھکلتا ہے علم ملکوں کی سلطنت کا اسی سے
گھروالوں کو بے گھر بھی بناتا ہے کبھی یہ
۳۲۰ اور نیکوں کو بدکاری پہ اکستا بھی ہے
انساں کو لگاتا ہے سیہ کاری کا چسکہ
سکھلاتا ہے عصیان پسندی کا طریقہ
انعام کی امید میں جس نے یہ کیا ہے
ہمارا ہے اس کے لئے رستہ بھی سزا کا
زندگی کو جنپیں پوچتا ہوں ، ان کی قسم ہے
میں تم کو دلاتا ہوں یقین میری یہ سُن در
گراس کو نہ پکڑو ہے لحد جس نے بنائی
اور سامنے لا کر اس سے مجھ کو نہ دکھاؤ
۳۲۰ تو تیری سزا موت ہی کافی نہیں ہوگی

ڈکائیں گے زندہ کہ ہو عبرت کا نشاں تو
 خود اپنی ہی تاریخ سے تو جان سکے گا
 ہے نفع کا امکان تجھے اور بھی یکسے
 جانو گے کہ ہر مال پسندیدہ نہیں ہے
 ثابت ہے کہ ہر مال سے راحت نہیں ملتی
 جب مال حرام آتا ہے بریادی بھی آتی
 چوکیدار:- کیا میں بھی کہوں یا کہ مڑوں اور بڑھوں میں
 قریوں:- کیا؟ باتیں تری کا نٹا سا چھپتی نہیں ہمکو؟
 چوکیدار:- کیا دل میں بھی چھپتی ہیں کہ بس یونہی کھٹکتی
 قریوں:- کیا ڈھونڈھو گے تم میری غضینا کی کامکن؟
 چوکیدار:- ہے سمجھ خراشی ہی مری باتوں سے ممکن
 دل میں تو چبھے دہ کہ جو مجرم ہے حقیقی
 قریوں:- بجا بھاگ کہ تو کچھ بھی نہیں صرف زبان ہے
 چوکیدار:- تب کہئے کہ میرا تو نہیں جرم کوئی بھی
 قریوں:- بے شک کہ کیا تو نہ ہے رشتہ کی غرض سے
 چوکیدار:- اک آپ سا دانا بھی ہے نادانی پہ مائل
 قریوں:- باتیں نہ بنا اولہ، مگر سن نے یہ مجھ سے
 اگر دفن سکے مجرم کو نہ لاؤ تو کہو گے
 بدکاری کا ہر نفع ہلاکت کا سبب ہے
 چوکیدار:- بھی ہو ڈھونڈھیں گے اسے جس نے کیا ہے

اک بات مگر اچھی طرح میں نے سمجھ لی
پکڑا تے نہ پکڑا تے مقدر پہ سہے اس کے
دیکھو گے نہ پھر مجھ کو کھڑا تنہا یہ سار پر
ہے شکر خدا کا کہ بچی جان ابھی تو
اتنی بھی توقع تو نہ تھی وہم و گماں میں
(درنوں الگ الگ راستے سے چلتے ہیں)

اسٹرانی کی رصی میں نہہ عل
کورس:- عجائب زندہ دُگر داں بہت ہیں گوزمانے میں
ہے سب سے ہی عجو ہے آدمی دنیا کے خلنے میں
وہ بحر بیکاری کے سینے پر چلتا مسافر ہے
جو دکھن کی ہواں ملے کے جاتی ہیں سفینے میں
وہ دریاؤں کے بیچوں بیچ موجوں سے گزرتا ہے
۳۷۰ مزہ لیتا ہے طوناں کی سختی آزمانے میں
یہ دھرتی جو بڑی ہے سب سے ذی قدرت خداوں میں
دی ہی اک دائمی ہے دہر فانی کے فسانے میں
ازل سے مستقل ہے رکھاری وہ بناتا ہے
کبھی برسوں میں جا چھپتا ہے خود اس کے دہانے میں
پھر اس ہل کو اٹھاتا ہے : راثت جس کو ملتی ہے
کہ ماہر ہے زمانہ دستِ محنت کے برلنے میں
قوی ایسی کہ اس پر خستگی آتی نہیں ہرگز

وہ گھوڑوں سے مدد لیتا ہے اس پر قابو پلنے میں
مخالف اسٹرانی نغمہ

۳۸۰ بچھاتا ہے وہ دھاگوں سے چٹنے پھنسنے کے جالوں کو
بڑھی ہی ہوشیاری سے پھنساتا ہے شکاروں کو
ہوا میں اڑنے والے طاڑوں کو وہ پکڑتا ہے
کبھی فوجوں میں پھرنا والے وحشی جانداروں کو
مکندا نگن سمندر کی بھی گھرائی پہ ہوتا ہے
وہ اپنی عقل و حکمت سے مسخر کرتا لاکھوں کو
وہ دانائی کی حکمت سے کچھ ایسا کام لیتا ہے
کہ اپنے بس میں کر لیتا ہے وہ وحشت کے ماروں کو
درندے جو کہتا نہیں میں صرف بستہ بُلّتہ میں
بنلتے ہیں کھنے جنگل میں جو اپنے طھکاؤں کو
۳۹۰ اب اس کا ہاتھ گھوڑوں کے ایالوں پر بھی پڑھلہے
کہ جن کی گرونوں کے بال بچتے شان والوں کو
مسخر کرتا ہے وہ اپنی تدریبیوں کی قوت سے
نہ تھکنے والے کہساروں کے سانڈوں کو

اسٹرانی نغمہ

وہ پردہ زخمیں اس کا، خرد مندانہ گوئائی
اسی سے شہر کی خوبی اسی سے حسن آرائی
چکتی آنکھیں اولوں کی جو بورش انشاں ہوتی ہیں

اسی کی خانہ سازی سے پناہوں کی ہے آسانی
وہ بارش جن کے جملے چھپروں کو چھید دیتے ہیں
اسے ان سے حفاظت کی بھی ہے بھرپور دانائی

۳۰۰ وہ اپنی حکمتوں سے اک دسائیں کا خزانہ ہے
نہیں ایجاد سے ہر سن کی کرتا ہے پذیرائی
اسے اک موت سے ہی بچنے کا رستہ نہیں ملتا
کسی کا اتحاد اس کو بناسکتا نہ لافانی
زمانے ملک اطیا بھی مرض سے تھے سراسیمہ
اس کی کوششوں سے اب شہادوں کی ہے ارزانی

مخالف اسٹرافی مل

جسے محنوں صفت ہر وقت ہے ایجاد کا سودا
استہبے انہا تدریجیں آتیں ۔ ہے بڑا دانا
کبھی شر کی طرف جھلتا کبھی نیکی کی خوکرتا
وطن اور دیوتاؤں سے ہے البت پر مدار اس کا
جو اپنے واسطے قانون کو ترتیب دیتا ہے
۳۱۰ خداوؤں کی قسم پر اپنے کو ثابت قدم رکھتا
وہ سراپنا اٹھا کر دیں میں پھرتا ہے عزت سے
مگر جو بے حیانی سے چھٹتا ہے کمینہ ہے
وہ راہ جرم پر چلتا اکیلا ہی سدا رہتا
اسے لھڑا نہیں سکتا میں اپنے گھر کے سامنے میں
کبھی میرے خیالوں سے نہ ہم آہنگ وہ ہوگا

دوسرا منظر

کورس:- حیرت کا یہ منظر بھی خداوں نے دکھایا
 اک خوف و تذبذب ہے مر سر میں سمایا
 کس طرح بتاؤں کہ ہے کیا میری نظر میں
 یہ رٹکی ہے انٹی گونی انداز سے جسمانا
 ۷۲۰ بدر بخت پدر کی ہے یہ بدر بخت صبیہ
 ناعاقیب اندیشی سے کیا تو نے ہے چاہا؟
 پکڑائی کہ فرمان شہی تو نے نہ مانا
 کیا چڑیہ قانون شکنی میں ہے گرفتار؟
 چوکیدار:- ہیں شاہ کہاں اس کی ہیں فاعل یہی خاتون
 پکڑا ہے انھیں کرتے ہوئے دفن اسے پھر
 کورس:- دیکھو کہ وہ آتے ہیں بلا نے پہ تمہارے
 (قریبوں داخل ہوتے ہیں)

قریبوں:- کس نے ہے پکارا؟ میں ابھی آہی رہا تھا
 چوکیدار:- آقا، کوئی انکار قسم کا نہ کروں گا
 ۷۳۰ اب سوچ کے براہے جو تھا نیصلہ پہلا
 جب آپ کی دھمکی کی بلاؤں نے ڈرا یا

سوچا کہ کسی طور نہ پھر آؤں گا یاں پر
 لیکن وہ خوشی جس کی توقع بھی نہیں تھی
 اتنی بڑی خوشحالی نہیں جس کی نہایت
 دوبارہ نہ آئے کہ قسم کھانی تھی میں نے
 تاہم ہوں میں آیا کہ ہیں قبضے میں یہ خاتون
 پکڑا ہے انھیں مٹی چڑھاتے سرِ میت
 قسمت کا بدلنا نہیں ۔ پربختی تھی میری
 الزام سے بے شک نہ بروی ہوتا کبھی میں

۴۲۰ اب میرے خداوند، شہا، جو بھی ہو مرضی
 آزاد ہوں میں، جانچیں انھیں اور سزادیں
 اب حق ہے مرا، مجھ کو ملے اس سے رہائی
 قریوں:- یہ لڑکی؟ اسے پکڑا ہے کیسے؟ یہ کہاں تھی؟
 چوکیدار:- اک بار کہا میں نے کہ یہ دفن تھی کرتی
 قریوں:- ہے عقل تجھے؟ تو نے کہا جو اسے سمجھا؟
 چوکیدار:- میں نے انھیں دیکھا ہے کہ یہ دفن تھیں کرتی
 تھی جس کی منا ہی - یہ وضاحت ہوئی اب نا
 قریوں:- کیسے ہوا معلوم؟ یہ پکڑائی ہے کیسے؟
 چوکیدار:- ایسے کہ گئے واں کہ جہاں مردہ پکڑا ہتا
 ۴۵۰ اور آپ کی دھمکی سے خطر دل میں بندھا ہتا
 پہلے تو رہاں لاش سے سب دھول ہٹا یا

اور رستے ہوئے اعضا کو کرڈا نمایاں
پھر جائے ذرا اونچے پہ بیٹھے کہ نہ آئیں
مردے کے تعفن کی وباریز ہوا ائیں
تب اپنے تفانی پہ الجھنے لگے باہم
چلا کے جھڑکتا رہا ہر ایک غنیمہ میں
باوصف ان احوال کے مردہ پہ نظر لتی
بیٹھتے ہوئی ہم کہ دلکش ہوا گولہ
سورج کا صینا بار ہوا دسطِ فلک سے

۳۶۰ اور گرمی کی شدت ہوئی محسوس زیں پر
طوفان کے مبعود نے تب ایک بگولہ
دھرتی سے اٹھایا کہ اندرھیرا ہوا ہرسو
پھر جائے تو پنه کوئی نہ لتھی بحوفِ فضائیں
صد پارہ ہوئیں شاخیں درختانِ چمن میں
 حتیٰ کہ ہوا جیس ساو سعت میں فدک کے
 ہم چشم و دہن بند کئے ہئے رہے سب
 یہ فتنہ بڑی دیر میں جب ختم پہ آیا
 دیکھا کہ یہ خاتون ہیں روئی ہوئی آئیں
 وہ درد و الم ان کا کہ پھٹ جائے کھلیج
 جیسے کوئی چڑیا کہ نشیمن پہ جب آئے
 دیکھے کہ ہے ابڑا ہوا اور نجی ہیں معلوم

یہ لاش کی ٹریانی پہ سرپریٹ کے روئیں
 اور جس نے کیا ابنا اتے خوب ہی کو سا
 پھر کھرتے سے خود اپنے سے کچھ دھول یہ لائیں
 خوش رنگ ساپتیں کا بنا مٹکا اٹھا کر
 ٹپکایا کئی قطرہ میں نذر خدا یاں
 تعظیم کیا مردے کا ہر رسم و فا سے
 یہ دیکھا تو ہم دوڑے انھیں پکڑا وہیں پر
 پکڑانے سے ہیبت زدہ ہرگز نہ ہوئیں یہ
 ۷۸۰ گو دونوں عمل کا انھیں الزام رکایا
 منکر نہ ہوئیں یہ کہ انھوں نے نہ کیا دش
 پہلے بھی کہ دربانوں میں دیکھا نہ کسی نے
 ہم اس سے بہت شاد ہوئے اور دلکھی بھی
 خوش ہونا سچا لازم کر مصلیبیت سے نپچے ہم
 لیکن کسی غنوار کو آفت میں پھنسانا
 کس درجہ ہے روحانی اذیت کا سبب بھی
 پر اپنا تحفظ ہی گرانا یہ ہمیں ہے

قریوں :- (انٹی گونی سے)

اے گارڑے ہوئی اپنی نگاہوں کو زمیں میں
 اقبال ہے تجد کو کہ تجھے اس سے ہے انکار؟
 انٹی گونی :- انکار نہیں مجدد کو میں ہوں مترف جرم

۷۹۰

قریوں:- (چوکیدار سے)

محترم تو اپنا ہے جہاں چاہے چلا جا
سنگینی الزام سے بالکل تو برباد ہے

(چوکیدار چلا جاتا ہے)

(انٹی گون سے) بکواس میں سنتا نہیں، بس صاف یہ کہہ دو
فرمان مناہی کا مراثم نے سنا تھا؟

انٹی گونی:- باں آپ کے اعلان سے داقف تھی سراسر
قریوں:- پھر یکسے ہوئی تجوہ سے یہ گستاخی کی بڑات؟

انٹی گونی:- فرمان یہ انلاک سے نازل نہ ہوا تھا
اور عدل کی دیلوی نے نہ فرمایا تھا ایسا
یا عالم برزخ کے خداوں نے کہا تھا

۵۰۰ ان کے بھی ہیں احکام جو نافذ ہیں بشرطہ

فرمان کو فرمان خردائی نہیں سمجھا

وہ بن لکھے انلاک کے منصوص قوانین

انسان کے احکام کے پابند نہیں ہیں

یہ آج کے یا کھل کے بنائے نہ بنے ہیں

بے روز از ل سے ہی نفاذ ان کا جہاں ہیں

آنفاز ہوا کہ سے کسی کو نہیں معلوم

تنزیل کا ڈر مجھ کو نہ دہلا سکا ہرگز

مجھ کو کہ خداوں کی رضا مندی ہے منظور

۵۱۰

میں ان کی خطا کر کے سزاوار نہ بنتی
 موت آنی ہے (معلوم ہے) بن حکم شہی بھی
 گر پہلے ہی آجائے تو ہے نفع کا سودا
 راحت نہ ملی کس کو مداوائے اجل سے
 کیا جینا مرا ایسے مصائب کی فضائیں
 مربادر تو آلام سے چپکارائے گا

۵۲۰

جب خون میں لست پت مراماں جایا پڑا تھا
 اور قبر کی گہرائی بھی اس کو نہ ملی تھی
 تب غم وہ مرا غم تھا سہن ہوتا نہ مجھ سے
 اس موت کے سدرے کو میں صدمہ نہیں کہتی
 سمجھے جو اسے فعل حماقت تو ہے بے شک
 یہ میری حماقت کی احقر کی نظر میں
 کوئی:- خاتون کا یہ جوش ہے جو شیلے پدر کا
 صدماں سے منلوب ہوئے ان کے نہ جذبات
 قریوں:- ہاں خدی طبیعت کو ہے مقسم تیسا ہی
 اسپاٹ کا چھپڑتپ کے جو آتش میں ہوا سخت
 کیا ٹوٹتا ہے ٹکڑاں میں منجبو طی کے ہاو صاف
 اک چھوٹا سا لوہے کا رگام اس کے اثر سے
 قابو میں ہوتے گھوڑے جو سرکش تھے غصبہ کے

بُرداشت نہیں کرتا مکبر کو کسی کے
وہ جس کو چلانی ہے زمانے میں حکومت

یہ لڑکی جرام میں ہے مشاق سیہ کار ۵۳۰
اول تو کیا اس نے قوانین کو پامال
اب جرم پہ گستاخی کا کرتی ہے اضافہ
یہ توڑ کے قانون ٹھٹھوں اس کی اڑاتی
ازدہ اپنی سیہ کاری کی کرتی ہے ستائش
قانون شکن کو نہ سزا ہو تو میں ہوں یہیچ
اور حوصلے گستاخوں کے بڑھ جائیں گے بے حد
بھانجی ہی سہی، اس سے قربی بھی کوئی ہو
پلتا ہو مرے گھر کے ہی وہ خوان نعم پر
میں چھوٹی بہن کو بھی سمجھتا نہیں مکتر
اس سازش تجویز میں وہ ساتھ بھی ہوگی ۵۴۰
ان دونوں کو پہنانی کی سزا دے کے رہوں گا

ہے حکم مرا تجھ کو بلاے تو اسے بھی
دیکھا تھا ابھی اس کو کہ بیٹھی تھی وہ گھر میں
لبے چھین سی ہیجان زدہ آپ سے باہر
اکثر یہ ہوا ہے کہ جو منصوبے بناتا

کچھ فعل سیہ کار کی سازش کی غرض سے
 بے پھین مزاجی سے جھلک جاتی ہے اس کے
 وہ بات کہ جس کو وہ چھپاتا ہے ہر کسے
 لیکن اسے میں قابل نظر میں ہوں سمجھتا
 پکڑاتے رک्कے ہاتھوں جو مذموم عمل میں
 اور اس پہ یہ انداز کہ یوں شان بکھارٹے
 انٹی گوئی:- کیا میری سزا موت سے برطانہ کر بھی کریں ہے؟
 قریوں:- بس موت ہی سب کچھ ہے۔ یہی تیری سزا ہے
 انٹی گوئی:- تب دیر ہے کیا باتوں میں لذت نہیں مجھ کو
 گفتار سے رد کے سچھے وہ صاحب افلاک
 آداز مری بھی سچھے اچھی نہ لگے گی
 تاہم یہ سمجھو کہ نہیں اس سے برٹا نام
 اک بھائی کی تدفین سے جو مجھ کو ملا ہے
 یہ سارے مرے فعل کی توصیف ہیں کرتے
 گو آپ کی تہذید سے یہ ڈھر ہے لب میں
 شاہی کے برٹے فائزے ہیں شاہ زماں کو
 ہاں خاص کے جو چاہے کہے اور کرے وہ
 قریوں:- اس شہر کا باشندہ نہیں سو چتھا ایسا
 انٹی گوئی:- بیشک ہے یہی سوچ سمجھی اہل وطن کی
 لیکن یہ سمجھی آپ کی ہمیلت سے ہیں خاموش

۵۶

قریوں:- کیا شرم نہ آئی تجھے کرتے یہ ایکسے؟
 انٹی گونی:- ہمشیر کی حرمت کا حیا سے نہیں رشتہ
 قریوں:- کیا سبھائی ترا شاہ ایطی قول نہیں بھا
 انٹی گونی:- ماں جایا مرا سبھائی تھا وہ اپنا حقیقی
 قریوں:- تمہد اس کی نظر میں تو یہ ناپاک عمل تھا
 انٹی گونی:- تصدیق نہ اس کی وہ بخوبی مدد ہے کہ گا
 قریوں:- اعزاز ہو اس کا تھادہ دے آئی تو جائز
 اس شخص کو کردار میں جو سب سے برا تھا
 انٹی گونی:- سبھائی تھا اس کا کوئی کارندہ نہیں بھا
 قریوں:- آیا تھا وہ اس دلیں کی تارا جی کی خاطر
 اس شخص نے محفوظ کیا جان لڑاکہ
 انٹی گونی:- تفرقی نہیں موت میں یہ حکم قضائی ہے
 قریوں:- یکساں نہیں بدرکار و نکوکار کا رتبہ
 انٹی گونی:- ہو سکتے ہیں یکساں کوئی کیا غیب کو جانے
 قریوں:- صر جائے بھی دشمن تو ہے نفرت کا سزاوار
 انٹی گونی:- نفرت نہیں الافت ہے مرا حصہ کردار
 قریوں:- جاموت کے گھر، گروں سے کہ پیار وہیں تو
 تازیست کسی زن کی اطاعت نہ کروں گا
 کورس:- وہ دیکھو چلی آئی ہے اسیں ادھر کو
 ہمشیر کی الفت میں نگاہوں کی گھٹا سے

۵۷۰

رخسار پہ اشکوں کے ترشح کا اثر ہے
ہے سرفی رنگت پہ نمی اشک الہم کی
بذریعہ بات سے مغلوب نظر آتا ہے چہرہ

(اسین داخل ہوتی ہے)

قریوں:- (اسین سے)

اے کندھی مارے ہوئے اژدر کی طرح تو
چسب کر مری شہرگ پہ لگاتی رہی نشر
۵۹۔ معلوم نہ تھا یہ کہ میں خود پال رہا ہوں
دو فتنوں کو جو میری حکومت کی میں دشمن
یوں اب کہ ترا سما جھا بھی تھا گور کنی میں
یا اپنی بریت کے لئے کھا سے تگی سو گند؟

اسین:- سگر یہ مری آواز سے آواز ملائے
کہم دری یہ کیا میں لئے ہے۔ الزام ہے مجھ پر
انٹی گونی:- انصاف نہیں یہ کہ تو یہ بار اکھائے
منظور نہیں تجھ کو میں ہمکار پسادوں
اسین:- منظور مجھے ہے کہ صدیقیت کی لگڑی میں

۶۰۰ ہم ساز الہم قیرا الہم لے کے یہوں میں
انٹی گونی:- کس نے سبھے کیا مالک اسفل کو سبھے معصوم
میں لفظی مردت کی عزیزی، نہیں طالب
اسین:- رسول نہ کرو اور مجھے ساکھ میں لے لو

تعظیم برادر کے لئے موت کے گھر میں
 انٹی گوئی:- کافی ہے مری موت امر سے ساکھہ نہ مرت تو
 تو سنہ کیا پچھر، نہ اسے باکھہ لگایا
 اسمین:- کیا جی سکے کروں گی میں اگر تو نہ رہیں گی؟
 انٹی گوئی:- یہ پور پندرہ قمریوں سے جو ہے تیرا محافظ
 اسمین:- مہول مجھ کو ستانے سے تجھے فائدہ کیا ہے؟
 انٹی گوئی:- دل روتا ہے گو ہنسنی ہوں میں تیری ادا پر
 اسمین:- اس حال میں ہتلا دے کر دیں تیرے لئے کیا؟
 انٹی گوئی:- تو خود کو بچائے مجھے پچھر رشک نہ ہو گا
 اسمین:- انسوس ترسے بخت سے بے بہرہ رہوں کیوں؟
 انٹی گوئی:- تو نسبیت کی خواہاں کھی میں مرنے کی طلبگار
 اسمین:- اس دن کے لئے میں لئے تجھے منع کیا سکتا
 انٹی گوئی:- ہاں دنیا تری عقل کی تعریف کرے گی
 تھیں مری اپنی مزارات میں ہو گی
 اسمین:- ہاں سچ ہے کہ ہم دونوں غلط کاریں یکساں
 انٹی گوئی:- جیتنی رہو، تم خون نہ کھاؤ، یہ مری جاں
 محروم کی خاردت سے اجل یا بسر گئے کب سے
 ۶۲۰ قریوں:- ان دونوں میں اک عقل سے محروم ہوئی ہے
 اور دوسری پیدائشی محروم خرد ہے
 اسمین:- ہاں آقا مر سے عقل و خرد وقت محدودیت

کھو جاتی ہے اور ساتھ نہیں دیتی کسی کا
قریوں:- کھو بیٹھی ہے تو عقل بہر حال کہ تو نے
والستہ کیا بخت سیمہ کار سے خود کو
اسمین:- کیا جی کے کروں گی جو بہن میری نہ ہوگی؟

قریوں:- تو اس کو نہ کہہ 'اپنی بیان' اب ہے وہ نایوں
اسمین:- مارو گے اسے جو ترے بیٹھے سے ہے منسوب؟

قریوں:- ڈھونڈھیکا کوئی اور زمیں بہر زراعت
اسمین:- ہو سکتا نہیں - منسلک عشق ہیں دونوں

قریوں:- بد کار بہو آئے مر گھر نہیں منظور

انٹی گوئی:- محبوب ہمیں آکے تو الفاظ پدر مسٹن

قریوں:- تو اور ترا رشتہ مری کو قت کا باعث

اسمین:- کیا اپنے ہی بیٹھے سے چھڑا دو گے اسے تم؟

قریوں:- ہے دونوں کی شادی میں اجل بیچ میں حائل

کورس:- اب شک نہیں باقی کہ یہ خاتون مرے گی

قریوں:- میں بھاں چکا تم بھی تو یہ مان چکے ہو

لے آؤ غلامو، نہ کرو دیر زیادہ

۴۲۰ یہ دونوں خواتین نظر بند رہیں گی

نسوان جو آزادی ہے بس اتنی ملے گی

منڈلاتا ہو جب زیست یہ طیار اجل کا

کتنا ہی جو انمرد ہو منظر ہی رہے گا

(اسیں اور انٹی گوئی محل میں لے جائی جاتی ہیں قربوں چلا جاتا ہے)

اسٹرانی کی دھن پر نغمہ م۔

کورس:- رحمت ہے خدا ک اس بشر پر

جس نے نہ پیا ہو جام اندر وہ

اک بار اگر جفا نے ادیار

لٹے طے کی بے نوا کے گھر پر

پھر تو ہے نزول غم برابر

آئندہ کی نسل ہر زماں پر

۴۵۰ جیسے طغیانیوں کی صدر سے

دریا میں اٹھے کہیں تلاطم

امواج عظیم جمع ہو کر

گھراں کو بھی پٹ کے رکھ دیں

اور دور تک بکھر کر سیلا ب

ساحل کو خطر بدوسش کر دے

کہ سارے سے تابہ کہ سارے یہم

اک شور ہو نالہ و فیان کا

مخالف اسٹرانی کی دھن پر نغمہ م۔

کورس:- ہے بنس پہ کادمو کے کب سے

منڈر لاتا ہوا الہ کا بادل

کتنی عمریں تلف ہوتی ہیں

مورثی دکھوں سے دکھلے ہیں
 ابھر جو بھی حیات لے کر
 اک تازہ الہ ہے اس کے سر پر
 چھوڑا نہ کسی کو بھی نلک نے
 مظلوم شکستگی سے محفوظ

۶۷۰

اک ہنستی ہوئی کرن ابھی تھی
 آنکھوں کو ضیا جو دے رہی تھی
 اک جھلسے شحر کی تنہا کو نپل
 اب اس پہ پڑی اجل کی مٹی
 بزرخ کا خراج بن رہی ہے
 اندریشوں کی وحشتتوں کے پھلتے
 چنگاری کی طرح بجھ رہی ہے
 تاریک عدم میں کھو رہی ہے
 اسٹرانی ۱

کورس:- کس سرکش وقت کا ارادہ
 فرمانِ زمیں پہ روک ہو گا
 نے جان گسل یہ شب گدازی
 نے جو ر طلب میر مقام
 حاصل کئے تجھ تملک رسانی

لادت سے تیرا امراب تک
 اولپس سے صیا نگن ہے
 ۴۸۰ آغاز حیات میں وہی تھا
 اب بھی ہے، وہی مدام ہو گا
 پاہند مکان نہیں رہا وہ
 ہر جا ہے تمام اس کا گھر ہے
 آلام نوازیاں اسی کی
 ہر گز نہیں بخشتیں کسی کو

مخالف اسٹرانی ۲

کورس:- سیار ہے یعنی تفت
 لاکھوں کو وہ دیتی ہے دلاں
 کتنوں کو بچساوت ہے وہ اکثر
 ۴۹۰ لاپچ کے طسم پر فسون میں
 انجانے میں کو د پڑتے کتنے
 تعذیب کی آتش تپان میں
 اک مرد حکیم نے کہا ہے
 وہ بات کہ خوب بر محل ہے
 رشراکثر خیر سائے ہے
 ہو جاتی ہے کور چشم انسان،
 مکتر ہے زمانہ زندگی کا
 ۴۹۸ صدموں سے ہو جب نجات دل گو

تیسرا منتظر

کورس:- ہمین وہ پسرا آپ کا، چھوٹا ہے جو سب سے
 کیا آتا ہے اس لڑکی کی قسم پہ دل افگار
 ۷۰۰ ہے اس کی ہی دوشیزگی کی موت پہ گریاں
 یا اپنی دلہن کے لئے ہے بجوش غضب میں
 سولی پہ چڑھانے کے وہ اعلان کو سن کر
 قریوں:- یہ کوئی معہ نہیں سر کا ہے کھپائیں
 خود اس سے ہی ہم پوچھتے ہیں آہی گیا وہ
 (ہمین داخل ہوتا ہے)

(ہمین سے) بتلا د مرے بیٹے کہ آنا ہوا کیسے
 کیا اپنے پدرہ پر ہی خفا ہو کے چلے ہو
 سنکر وہ اٹل فیصلہ جو میں نے کیا ہے
 تعریر اجل کا تری منسوبہ کے حق میں؟
 ۷۱۰ یا جو بھی عمل میرا ہو تم میرے رہو گے؟
 ہمین:- میں آپ کا ہوں، آپ کے فرمان کے تابع
 میں آپ کے احکام پہ ترجیح نہ دوں گا
 ہو خواہ دلہن میری حیں سب سے چہاں میں

قریوں:- ہال چاہئے ایسا ہی تجھے سوچنا بیٹے
 تم باپ کی ہر رضی کو ہمیشہ رکھو ملحوظ
 ہر اک کی تمنا ہے کہ ہو اس کے مکاں میں
 اولاد دفاکش جو دشمن سے نپٹ لیں
 اور باپ کے احباب کی تعظیم کریں وہ
 لیکن ہوں زیاد کار جو فرزند کسی کے

۷۲۰ ہوتا ہے الہ اس کی ابتوت کا نتیجہ
 بد خواہوں کو بھی ملتا ہے تضھیک کا موقع
 اک زن کے لئے تم کوئی نادانی نہ کرنا
 خود اپنے ہی دل سے یہ سبق تجھ کو ملے گا
 بد کار ہو بیوی تو نہ اس گھر میں ہے راحت
 ہے جس سے الٹ ادھی کار شتمہ جنم سے
 بد کار کی یاری ہے برڑی سب سے مصیبت

دھنکار اسے مثل عدو اور وہاں بیچ
 جس جا وہ بیا ہے کسی آسیب زمیں کو
 اس شہر میں تنہا وہی قانون شکن تھی
 پایا گیا منوع عمل میں جسے مصروف ۷۳۰
 جاتے وہ اب آبائی خداوں سے مردے
 میں عہد نہ توڑوں گا وطن والوں کے آگے

پالوں میں کسی باغنی کو گر اپنے ہی گھر میں
 باہر کی بغاوت کو فرو کیسے کروں گا
 رہتا ہے جو خود اپنے یہاں عدل پہ قائم
 جمیعت اقوام میں عملت ہے اسی کی
 جو تور تا پھرتا ہے تو انہی وطن کو
 یا اپنے ہی احکام چلاتا ہے جہاں میں
 ایسے کو سراہوں نہ کبھی اس کو میں بخشوں
 جو حکم بھی اعیان ریاست کا ہو نافذ ۴۰
 ادنی بیو کہ اعلیٰ ہو غلط یا کہ روا ہو
 لازم ہے کہ ہر کوئی ہو پابند اطاعت
 جو ابل اطاعت ہیں انہیں سے ہے توقع
 حاکم ہوں کہ محکوم وطن دوست رہیں گے
 اور جیکہ فضابنگ کی بتو خدا وطن میں
 ان پر ہی بھروسہ ہو دہی ابل رفا ہوں
 قانون شکن سانہمیں ہلک کوئی دشمن
 بر بادی جو پھیلا ہتا ہے گھر گھر میں وطن کے
 مل جاتا ہے دشمن سے ہو جب حملہ وطن پر
 کر دیتا ہے انواع طفر مند کو پیا ۴۵۰
 دشمن کا ہوتا تھا تو یہ قانون پسندی
 رکھتی ہے سبھی دستوں کو پیائی سے محفوظ

میں حفظ قوانین کے لئے جہد کر زن کا
 اک زن کے عزائم سے میں مرعوب نہ ہو رکا
 مر جانا کسی مرد کے جملے سے ہے بہتر
 لیکن کسی عورت سے ہے دبنا نہیں اچھا
 وہ دن نہ مری زیست میں آئے کہ کہیں لوگ
 "اس شخص کو اک زن نے غلط راہ پہ ڈالا"
 کو رس:- گر عمر سے سٹھائے نہیں ہم تو کہیں گے
 ۴۰ میں آپ کی باتیں سبھی معقول و مدلل
 ہیں:- معقولیت، اب امر، ہے وصف خداداد
 ہر وصف سے بڑھ کر ہے اسی وصف کی قیمت
 میں آپ کو کہہ سکتا نہیں منہ سے غلط کار
 آتا نہیں مجھ کو کہ میں عیب آپ کے ڈھونڈھوں
 ہاں کا شکہ اس طبع سے ہو جاتے بری آپ

میں آپ کا بیٹا ہوں، مرا کام ہے جانچوں
 کیا آپ کے بارے میں ہے اس مارک کے اندر
 لوگوں کے خیالات و عمل قول و تصور
 یہ آپ کا ڈر ہے کہ ہر اک شہری ہے خاموش
 کہتا نہیں وہ جس کے نہیں آپ روادار
 میں چھپ کے ہوں سنتا کہ یہی قوم کے افراد

کس طرح سے اس زن کے مقدار پہ یہیں گریاں
 اور سکھتے ہیں ایسی ہے یہ مقصود مرد عالم
 جو کار مقدس کے لئے مرتی ہے مظلوم
 وہ جس نے نہ چھوڑا کہ سگے بھائی کی میت
 آغشته ہے خوں روئے زمین جبکہ پڑی تھی
 بے گور دکفن خون میں یوں ہی رہے لدت پت
 اور جیفہ طلب سارے پرندے اسے نوجیں
 یادشت کے کتے اسے ہر دھڑ سے بھینچوڑیں
 کیا اس کے لئے کم ہے یہی تمغہ شہرت ؟

۷۸۰ بدنام کن انواہیں ہیں کچھ ایسی بھی کچھیں
 ایسی کوئی دولت نہیں اب میری نظر میں
 جو آپ کے اقبال سے ہو قدر میں بڑھوکر
 ہے باپ کی عظمت سے گراں مایہ وہ کیا شے
 زیبائش اولاد کا زیور بتھے کہتے ؟
 یا بچوں کی شہرت سے گراں قدر بھی کچھ ہے
 جو باپوں کی زیبائی کا تمغہ ہو جہاں میں ؟
 ناتقابل تبدیل ارادہ نہ رکھیں آپ
 اور سب کو غلط اپنے سوا آپ نہ سمجھیں
 جو کوئی سمجھتا ہو کہ ذی عقل وہی ہے
 یا اس سماں میں صاحبِ تقدیر و نظرِ فتن

تہ کھوئتے اس کی تو وہ اک ڈھول ہے خال
 کتنا ہی ہو عاقل کوئی اس میں نہیں فلت
 دانائی کی یا توں کو سئے اور سبقے کے
 ان پر دوں کو دیکھا ہے جو درد لاؤں میں لگتے
 طغیانی سے ہر برگ کو محفوظ وہ رکھتے
 حالانکہ وہی موجودی درختوں کو گرا تیں
 طاح کبھی ڈھیلی نہیں کرتا وہ رسی
 جو کرتی ہے کشتی کو روان جا بہ منزل
 پھر بھی اسے کستا ہے ۔ برابر وہ رکاتا
 تب جا کے وہ دریائی سفر کرتا ہے پورا
 ہے آرزو میری کہ ترس کھاتیں ذرا آپ
 جو نیصلہ میں نے ہے سنا اس کو بدل دیں
 وہ سب سے معزز ہے جو دانائی سے لے کام
 انسان کہ محروم ہے علمیت سُل سے
 لازم ہے سے اہل فراست کی نصیحت
 کو رسی ۔ آقا مرے دانائی سے لو ان کے سبق تم
 لے تو بھی ہمیں درس فراست سے پدر کے
 تم دونوں کی منطق میں صفات کا ہے عنصر
 قریبوں ۔ ہل دیں گے ہی ہم بوڑھوں کو یہ چھوڑے تعلیم؟
 ہمیں ۔ بس ایسے ہی حالات میں جب حق کی طلب ہو

گر عمر کی حرمت کے تقاضوں کے مقابل
رکھنے جو ضرورت کو تو پڑا ہو برابر
قریوں:- حاجت نہیں ہم کو کہ جھکیں با غنی کے آجے
ہیں۔۔۔ تکریم خطاکار کا طالب میں نہیں ہوں

قریوں:- ثابت نہیں کیا اس پہ سیہ کاری کا الزم؟
ہیں۔۔۔ تسلیم نہیں تھیبی کے اک فرد بشر کو
قریوں:- کیا تھیبی کے افراد کے تابع ہے مرا حکم؟
ہیں:- نادانی ہے پچین تو یہ بچکانہ سی ہے بات

قریوں:- کیا میری حکومت ہے کسی اور کی پابند؟ ۸۲۰

ہیں:- اک شخص ریاست نہیں بتا مرے ایا

قریوں:- اس دیس کا کیا میں نہیں سلطان مغفلم؟

ہیں:- ذی شان ہوں، گر آپ ہو سلطان بیا باں

قریوں:- یہ چھوکرا عورت کی طرفداری ہے کرتا

ہیں:- تب آپ ہی عورت ہیں کہ ہوں جس کا طرفدار

قریوں:- بدکار، تو منہ آتا ہے اب اپنے پدر کے

ہیں:- میں روک رہا ہوں کہ مہادا نہ کریں آپ

رہ ایک خطا جو کہ ہے نادانی پہ مبنی

قریوں:- تکریم سیاست میں کروں اس میں خطا کیا؟

ہیں:- تکریم ہی کیا؟ جیکہ خداوں کی ہو تذریل ۸۳۰

قریوں:- ہے روح خبیث اس کی، پرستار ہے زن کا

ہمیں :- میں کر نہیں سکتا کسی اور چھے کی اطاعت
 قریوں :- کیوں آج تری بحث رہی اس کے لئے ہی ؟
 ہمیں :- حجت ہے مری آپ کے اور اپنے لئے بھی
 اور عالم اسفل کے خداویں کی طرف سے
 قریوں :- وہ اب نہ جتنے گی کہ بنے تیری وہ بیوی
 ہمیں :- معلوم ہے - پر کس کو تمہرے مرے کے کرمگی ؟
 قریوں :- دھمکاتے ہو کس کو تم اے گتا نبھی کے پیکر
 ہمیں :- دھمکی نہیں ، یہ بول نہیں لفظ و بیان کے
 قریوں :- اے ناصح ناداں تو ہی بعکتے گا سزا بھی
 ۸۲۰ ہمیں :- پاگل ہی سمجھتا جو مرے باپ نہ ہوتے
 قریوں :- مجھ پر نہ دکھا ناز تو اے زن کا پرستار
 ہمیں :- کیا اپنی ہی باتوں پہ اٹل آپ رہیں گے ؟
 قریوں :- تو بچ کے نہ جا تیرے گا ، ہے سو گند نلک کی
 الزام کے الفاظ کی تلمیخ کا مزہ چکھے
 ملعون کو لے آؤ ، ابھی اس کو ہے مرننا
 ہونا ہے جو ہو اس کے ہی عاشق لی نظر میں
 ہمیں :- یہ خواب نہ دیکھو کہ میں دیکھوں گا وہ منتظر
 اور آپ بھی دیکھیں گے نہ اب پھر مری صورت
 ۸۵۰ وہ لٹھریں جو سر سکتے ہیں غصے کو تمہارے

کورس:- آقا وہ بڑے طیش میں بھاگ گا ہے جہاں سے
 محروم جوانی کا ہے اقدام بھی انک
 قریوں:- جتنا بھی برا چاہے کرے چھوڑ دو اس کو
 دیکھیں گے کہ ہے اس کے سکپر کی بھی حدر کیا
 ممکن نہیں اس سے کہ بچا لے کسی صورت
 ان دونوں خواتین کو مرلنے کی سزا سے
 کورس:- دونوں کی سزا آپ نے کیا موت ہے رکھی؟
 قریوں:- ہاں بھیک ہے۔ تنہا اسی مجرم کے لئے ہے
 کورس:- کس ڈھنگ سے مارو گے اسے طب بھی کیا ہے؟
 قریوں:- صحرائے لق و دق میں جہاں کوئی نہ جائے
 ۸۴۰ رکھیں گے وہاں غار کے تھ خانے کے اندر
 اور اتنا سا آزو قہ بھی دھر دیں گے کہ جن سے
 نازل نہ ہو اس شہر کی سرحد میں نخوست

مل جائے اگر ربِ اجل سے تو وہ ملے
 دم لینے کی فرصت کہ وہ مبہود ہے اس کا
 ورنہ اسے اس حال میں عرفان یہ ہو گا
 ان دیکھئے خدا وہ سے نہیں ملتا ہے کچھ بھی

(چلا جاتا ہے)

ا سٹرافی کی دھن میں نغمہ

کورس:- عشق وہ غازی جو رن میں پیٹھ دکھلاتا نہیں
 اپل دولت کو ذرا خاطر میں وہ لاتا نہیں
 جاگتا ہے رات بھرا ک دید کی امید میں
 کوئی دلبر کے سوا اس کو نظر آتا نہیں
 اس کی جو لانگاہ بھر بیکراں کی وسعتیں
 اور صحرائے کو بھی خاطر میں وہ لاتا نہیں
 بے خطر پھرتا ہے وہ گوہ و بیبا باں میں تمام
 اس کی زد سے کوئی حچکارا ہبھاں پاتا نہیں
 ہو کوئی انسان فانی یا خدا نے لازوال
 سب ترے مغلوب کس کو عشق کا سودا نہیں

مخالف اسٹراف

کورس:- ایک غمزہ کے اشارے سے لمبا یوتا ہے تو
 اچھے اچھوں کو بہ یک جنبش مٹا دیتا ہے تو
 تو نکوکاروں کو مگر ابھی سکھاتا ہے کبھی
 اور نادانی کے غاروں میں گردیتا ہے تو
 تو نے بھڑکائی ہے اس دم کیا ہلبے رحمی کی آگ
 دو عزیزوں کو مقابل میں بھڑا دیتا ہے تو
 اک عروس دل ربا کی بن کے شرگان نظر
 تیرسا اک قلب مضطرب میں چبھا دیتا ہے تو

فاتحانہ لوٹ لیتا ہے تو امن و عیش کو
 اور خود کو ہمسر آئیں بنایتا ہے تو
 تا جداروں کی طرح فرمان تیرے کو بہ کو
 چھین کر ہوش و خرد مجنوں بنادیتا ہے تو
 ۸۹۰ افروندی تی اے جلالی ملکہ شہر بقا
 ہے جنوں تجھ کو اڑائے آدمی کا مضمون

چو سما منظر

کھوڑس:- برد اشتادھے باہر ہے یہ غلکین نظارا
 اب ضبط کہاں رک نہیں سکتے مرے آنسو
 صد حیف کہ وہ انٹی گونی آتی ہے خاموش
 اس منزل مقصود کی جانب وہ رواں ہے
 جو سارے جہاں والوں کا ہے آخری مسکن
 (انٹی گونی مخاذط دستوں کے نرغے میں داخل ہوتے ہیں)

ہ استاذ کی دلخنا میں عل

انٹی گونی:- وطن کے لوگو، مرے کوچ کا سماں دیکھو
 سلام کرتی ہوں میں الوداع تم کہہ در
 مرے لئے ہے یہ سورج کا آخری دیدار
 چلی ہوں شہر نہوشان کے آخری گھر کو
 سبھی تو جانتے ہیں مرکر میں زندہ بجا تی ہوں
 دکھائی دیگی نہ کوئی سحر پھر اب مجھے کو
 کسی سنے نگیت نہ کھایا ہماری شادی کا
 نہ بولا کوئی کہ درستہ ترا مبارک ہو،
 ملا جہیز نہ مجھ کو ہوئی نہ جلوہ آرائی

900

کہ یہ نہی سو نبی کئی ہوں اجل کے دوستھے کو
میں اپنی ڈولی سے اتروں کی اب اسی گھر میو،
کبھی نہ بھایا جہاں جانا جینے والوں کو
کو رس:- لگانہ زخم تجھے تنخ کی جراحت کا

۹۱۔ کہ تیرے مرنے میں اعزاز ہے شرافت کا
تری جوانی نہ کھلانا روکیوں کی طرح
ہونی نشانہ تو خود اپنی ہی حمیت کا
برٹی دلیری سے قانون سے تو طمکرانی
رہیگا قصہ زمانے میں تیری جراحت کا
اکیلی تو ہی ہے روز اذل سے انساں میں
کہ بھینتے جی بھی کھلا ہے دہانہ تربت کا
مخالف اسٹرانی ۱

نطی گوف:- سنا تھا میں نے اساطیر دیں کے تصوؤں میں
کہ طنطلو کی صدیہ سیپل پہاڑوں میں
ذریغیہ میں مری نقش ہبیب حالت میں
وہ ددر دلیں بخ نتھی کے سہے علیفوں میں
اسی کی قبر پہ آگتا ہے عشق ہیچاں اب
چھٹ کے جس کی لتیں مل گئی ہیں میلوں میں
لئی جب اوس کی نعمت ہے اس کے چہرے پر
درامی برف نکلتی ہے ان فرازوں میں

تو اس کے ابرو نے غلیں سے اس کے سینے تک
ہیں سنگ برف کے تودے کھڑی دھلانوں میں
یہ انظام ہے قدرت کا اس کے ماتم کا
کہ اشک بن کے وہ بہتے ہیں آبشاروں میں
یہ قصہ صبر دلاتا ہے مجھ کو مرانے پر
کوئی:- مگر وہ دیوی بھتو، اک دیوتا کی پروردہ

۹۳۰

فنا نصیب ہیں ہم آدمی کے زائیدہ
نہیں ہے سہل کہ انساں حرف ہواں کا
ہنار جس کی زمانے ہیں ہے خدا یا نہ

اسٹرانی ط

انعلیٰ گونی:- یہ کیا مذاق ہے آشوب زندگی، مجھ سے
کہ تاحیات سنا میں نے طعنے ان سب کے
جو اس زمین کی دولت سے مالدار ہیں آج
بتا دد بھر خدا طبعی ہوں میں تم سے
قسم ہے تم کو خدا یا نہیں بیعت و عزم کی
کہ جن کو پوچھتے آئے ہیں باپ دادے تے

۹۴۰

نمک چھڑ کتے ہیں کیوں لوگ زخم پر میرے؟
یہ آبشارہ یہ کنجوں کی چوڑی چکلی زمیں
چہاں سے تھیبی کے رہ نظر حرکتوں میں ہیں آتے
گواہ ہیں کہ میں کس طرح جا رہی ہوں ابھی

عجیب قبر کے سنگین شارکی تھے میں
چہاں نہ ہو گا کوئی ہنسوا نہ ہمسایہ
بلا لحاظ کسی دھرم اور آئیں کے
مرے نصیب پہ کوئی نہ اک ذرا دردیا
میں اپنے بخت سیہ کیا گلہ کروں کس سے
شریک حال نہ ان کے میں ہو سکوں گی کبھی

۹۵۔ کہ جن کا ساتھ تھا بیٹھنے میں اور مرلنے میں
کورس:- تو اپنے جوش حیثت سے سرفراز ہوئی
بنلے عدل کی عظمت نہ کچھ رہی باقی
کہ ہابرانہ تو معتوب اے عزیزہ ہوئی
ترے نصیب میں آئی پدر کی بردختی
خالف اسڑانی مط

انفعی گوئی:- یہی وہ صدمہ ہے جس سے میں پامال رہی
فناں کہ تو نے مرے نہ خم دل کو ازسر نو
کریدا یاد دلا کر پدر کے صدموں کی
خوشی نہ آئی مرے گھر میں کا دم کے بعد
چہاں کی ساری مصیبت ہمارے ساتھ رہی
وہ شادی جو کہ تھی دشنام میری ماں کے لئے
مرے پدر کے لئے بخت بد کا باعث تھی
وہیں پہ خاک ہوئے جس جگہ پہ آنکھ کھلی

انھیں سے ہے مری معتوب زندگی کا وجود
 سوئے مزار ہے رہبر یہ رخصتی کی گھڑی
 میں ہوسکی نہ سہاگن نہ اک جہنپر ملا
 ہزارہ حیف مری زندگی کی حسرت پر
 میں زیوروں کے بجا تے ہوں لعنتوں سے سچی
 اسی لباس میں جاتی ہوں خار تربت میں

۹۷۰

تری شہانہ عردسی دبال تھی بھائی
 شکست و موت مقدر ترا ہوئی جس سے
 دہی تو موت سے پہلے مجھے بھی مار گئی
 کورس:- ترا عمل حقاً مقدس ہے اعتراف ہمیں
 جو اقتدار کی اپنے نمود کرتا ہے
 نہ دیگا موقع کہ اس سے ہو منحرف کونی
 تو اپنے جلد ہم دل سے شکستہ حال ہوئی

تیسرا دسہ میں۔

انٹی گوئی:- مجھے یہ یہ کے چلے ہیں اجل گے رستے پر
 نہ نوحہ خواہ ہے مرا اور نہ غلکسار کوئی
 نہ لطف مجھ کو ملا وصل نہ عردسی کا
 میں ایسی رات کے زمانے میں ہوں کہ جس کے بعد
 کبھی نہ دیکھوں گی میں صبح ک درختانی

۹۸۰

ہرے نصیب پہ آنکھیں کسی کل نم نہ ہوئیں
 کوئی نہ حال پہ میرے ذرا بھی پچھتا یا
 (قریبون داخل ہوتا ہے)

پانچواں منتظر

قیوں:- گر موت سے پہلے سبھی مجرم ہوں فقاں لیز
 تب ختم کبھی سلسلہ نوحہ نہ ہو گا
 لے جاؤ ابھی، اس کا کرد ختم فساد
 جیسا کہ کہا اس کو تہ غار اتارو
 ڈال آؤ اسے قبر کی گھر ان میں تنہا
 زندانِ حسد میں یہ مرے یا کہ جئے یہ
 جو کچھ بھی ہو انجام ہم اس سے تو بری ہیں
 یہ دیکھے نہ دن اب سے کبھی، اتنی سڑا ہے

۹۹۰

انٹی گونی:- اے قیر مری! تیرگی جوف زمیں میں
 زندانِ دراگی ہے کہ خلوتگہ شادی
 جس گھر میں لئے جاتے ہیں یہ لوگ مجھے آج
 ان گنت مکاناتِ اجل نے ہیں بنائے
 میں سب سے مصیبتِ زدہ اس وقت ہوں جاتی
 آں ہے اجل مجھ کو مری موت سے پہلے
 امید ہے اپنوں سے یقیناً میں ملوں گی
 با پاس شفیق آئے کا سینے سے رکانے

چو میں گی مری امی، مجھے پس ارکریں گی
 میں نے انھیں ہاتھوں سے تجھے بھائی دُھکا تھا
 نہ لایا تھا میں نے ہی تن مردہ کو تیرے
 اور چھپڑ کا تھا محلول مقدس ترے اور پر
 کیوں میں نے جنازے کو ترے ہاتھ لگایا
 اے پولی نیسی اس کا صلم مجھ کو ملا ہے
 تجھ کو ہے دیا میں نے شرف، لوگ ہیں کہتے
 ہوتا کوئی فرزند مرا یا کون شوہر
 اور خون میں لھٹڑا ہوا وہ خاک پہ ہوتا
 تب حکم سے میں شاہ کے ٹکرائی نہ اس دم
 اور اپنے کو مستوب بتاتی نہ کبھی میں
 مرجانے سے شوہر کے تو مل سکتا ہے شوہر
 ہو سکتا ہے بیٹے کے عوض پھر کوئی بیٹا
 ماں باپ اگر پہلے سے ہوں قبر کے اندر
 پھر بھائی کھاں ملنے کا دنیا ہے دنی میں
 اس واسطے میں نے کیا اعزاز تمہارا
 گردانا قریبوں نے مجھے اس لئے جنم
 اے بھائی خطا کار ہوں میں تیر سب سے
 کس درجہ حقارت سے میں دنیا سے ہوں جاتی
 شوہر سے ملی میں نہ مرا عقد ہوا ہے

محروم رہی لطف عروسی سے ہمیشہ

۱۰۳

میں ماں نہ بنی اور نہ ممتا کا ملا لطف
بے ڈار و مددگار میں جاتی ہوں ایکلے
میں قبر کی گھر ان کو زندہ ہی بھروں گی
کیوں حکم خدا ڈال پہ چلی ؟ جرم ہی ہے
کسی طرح میں ڈالوں کی نظر سقف نلکھ پر ؟
اور کس کو بناؤں گی میں دمسانہ رفتات ؟
اک پاک عمل سے مجھے ناپاکی ملی ہے
مقبول عمل میرا خدا اور، سکے یہ سماں ہو
دشہ یہ مری ہوت سزا کافی ہے میری
لیکن ہوں جفا کار جو منتصف نور ہو ان پر
ایسی ہی ہلاکت جو مقدر ہوئی مجھ کو

۱۰۳۰

کھو رس:- فاتا بل تبدیل غضینا کی کا طوفان
خاتون کے دلِ تفتہ کو جسم بجھوڑ رہا ہے
قریوں:- سن لو یہ یقین کرو کہ زندگی کے محافظ
تبدیل میں تا نہیں سے آزدہ کھڑے ہیں
ازٹی گونی:- ہمدرد حیف کہ اب سنتی ہوں ہیں، موت کی آہنی
فرسید:- اب اور یقین کے دلاؤں کہ یہ پسچھے
انٹی گونی:- اے یقینی کی ز محنت مرتے اجداد کی یستی
سن لو مرے آبان خداوں کہ چلی میں

اس وقت لئے جاتے ہیں یہ موت کی جانب
 دلکھوڑا اے تھیبی کے بانی کہ تھی میں ہی
 ۱۰۴۰ اک کا دم کی شاخ - کم مظلوم حفا ہوں
 جو کام مقدس تھا، اسے میں نے کیا ہے
 اور اس کے لئے ایسی حقارت کی سزا ہے
 (محافظوں کے سامنے چلی جاتی ہے)
 قریبوں بھی چلا جاتا ہے)

اصلیٰ کی رصی میں فتحہ علی
 کو رس :- ڈبینہ کی مہ لقا بھی اندر ہیرے میں چھپ گئی
 پیٹل کے اک مینارے کے زندگی میں ہو کے بندر
 دلکھی نہ اس سے روشنی پھر آفتاب کی
 محصور گو کر قبرِ منا غار میں رہی
 پھر بھی دھ عاملہ ہوئی اور دالدھ بنی
 اس ذاتِ ذہبی شرف سے جو سبھے بزرگ ہے
 ۱۰۵۰ باران زر سے جس سے خزانہ دیا اسے
 دولت نہ وشیوں کی رڑائی نہ اس پر تیز
 صورت ہپیں کہ بخت سے لگرا سکے کرنے

مخالف اصلیٰ کا

کو رس :- دریہ کا جلد باز پسرو شہ ادویں
 دھ بھی اندر ہیرے جس میں پس کریا ہے رہ گیا

وہ دنیسیں کے حکم سے انہی کنوں کے بیچ
 اک پر غصب مذاق کے باعث چپک گیا
 تب جل کے اس نے جانا وہ کیسا جنون بتا
 منہ آنا آسمانی خداوں کی ذات پر
 باخوسی آگ کو کوئی سُفتڈا نہ کر سکا
 اور میوز کو بھی تاؤ دلانا ہمیں ہے خوب
 ۱۰۶۰ یوں تو مدام بنسی بجا ہے اس کا شغل

اسٹرانی علّا

کورس:- جوڑا پہاڑ جو کہ محا فظ ہیں بحر کے
 جس جا ہے زیر آب پہاڑی آگ ہرلی
 معبد سے ابتنے امیری نے دیکھا رہ اک سماں
 جب فی میو کے ہیلوں کی، ہبہی، کی دیلوی نے
 آنکھیں نکالیں، زخمی کیں، دیں اذیتیں
 درنوں نے رو کے مانگیں تب انھاں کی دعا
 اک تیز لشتری سیر ظالم کو کاٹتی
 گذری کہ گویا برق ہو یا نیخ آبمار

مخالف اسٹرانی علّا

لیکن وہ اس کے حال پہ ناتم کتاب رہے
 جوان کی بے سہارا دلاعت کا اصل تھی
 ۱۰۷۰ گورہ شجرہ نسب سے ارنٹو تدبیم تک

ملتا رہا سلسلہ اس الحم دیدرہ ذات کا
 جب غار میں اسیر ہوئی اس سے پیشتر
 موج ہوا کے پانے میں جھو لو تو وہ بھی
 وہ دختر عزیز بھتی باد شمال کی
 غاروں میں، کھنڈروں میں سبک سیروہ پھری
 دھرتی کے ہر فرازہ پہ مستانہ وہ چلی
 گو آسمان والوں کے ہم رتیہ وہ چلی
 پھر بھی وہ بخت بدر کی تباہی میں پڑھی

چھٹا منتظر

(تیرسیں ایک لڑکے کے ساتھ داخل ہوتے ہیں)

تیرسیں:- اے تھبی کے آتا تو لو اب آگئے ہم بھی
 ہم دونوں ساتھ تو آئے ہیں یہاں تک
 ہم دونوں میں اک رکھتا ہے دونوں کی زگاہیں
 اندر کو سہے لازم کہ کوئی را ہنسا ہو
 ہر دم یونہی بے زور سہارے پہ ہوں چلتا
 قریوں:- کیا تیرسیں سے کے ہو میرے لئے آئے؟
 تیرسیں:- بتلاؤں گا تم کو جو سنو تم مری باتیں
 تیریوں:- میں نے نہابھی تک کبھی تردید کی تیری
 تیرسیں:- ہاں تیری تیادت میں بچا شہراں سی سے
 قریوں:- ہے تجربوں کا شکر کہ ہم نفع بہ کف میں
 تیرسیں:- سن لو کہ پھر اک بار تباہی کے قریں ہو
 تیریوں:- وہ کیسے؟ لرزتا ہے جگر بالتوں سے تیرے
 تیرسیں:- ہے میری فسروں ساز علامات کی تصدیق
 میں بیٹھا تھا اس مہربط دیرینہ پہ جا کر

۱۰۹۰

جس جا سے عنا کرتا ہوں اہم کی باتی
 اڑتی ہوں چڑیوں سے جہاں آنکھی ملتی
 تب میں نے سنی چڑیوں کی دہ سمع خراشی
 جو چینخ رہی تھیں عجب انداز نفاذ سے
 اور خون میں لتفڑے ہوئے ناخون تھے انکے
 تھی ان کی پرافٹانی سے اندر حکایات
 جی نذر گہر عالی ہے ہمیت ندہ پہنچا
 نوراً لہ کھا آتش پہ ذبیحے کے جسد کو
 پر اس کو نہ روشن کیا آتش نے خدا کے
 یعنی مرا ندہ اسے دہ مقبول نہ کھلہ رہا
 کچھ پیپ سا ہڈی سے نکل کر دہاں ٹپکا
 جلتی ہوئی چربی کی ہمک پھیلی شرہ سے
 فوارہ سا پھر چھرٹا دہ طوبت کا فضا میں
 برباد شرہ ماؤں پہ چربی کی نہ تر تھی
 اس مسخ خدرہ نال کی ناگاہم علامت
 اس لڑکے کے بتلانے سے معاشر ہوئے ہے
 ۱۱۰ یہ جو کہ ہے رہبر مرا میں اور وہ کا جیسے
 اک تیر دار اے سے یہ برعالي ہے آئی
 کرگی کے ہوں منقار کہ کتوں کے دہن میوں
 کھا کھا کے سفری لاش ایتمہ پس کے پسر کے

پھیلاتے ہیں ہر سمت جرا نیم نجاست
 ہر ندر گہ شہر ہے مسوم اسی سے
 لور گلخن آتش کا تقدس نہیں باقی
 اس واسطے منظور خداوں کو نہیں ہے
 لیں ہم سے وہ قربانی ، دعاوں کو سنیں وہ
 ۱۱۲۰ اب ران کے زد غن کی نہ بو ان کو ہے مرغوب
 ان چڑیوں کی برفالی کی مبهم ہیں ندائیں
 انسان کے ڈھانچے پہ جو ہیں چونچ لگاتی
 اس واسطے فرزند مرے سوچ لو انجام
 انساں سے خطا بوتی ہے بے حس نہیں ہوتا
 بر بادی مقسم سے پچ جاتا ہے وہ شخص
 ہو جائے گناہ، پر نہ اٹل اس پہ رہے جو
 اور بلکہ براہی کے ازالے کا وہ سوچے
 صند پر جو رہے اپنے وہ نادان بڑا ہے
 مردے سے خصوصت پہ نہ اصرار کرو تم
 ۱۱۳۰ گرتے کو پچھاڑیں تو یہ دانائی نہیں ہے
 اک کمشتہ بے جان کو پھر قتل کریں کیوں؟
 میں سوچ کے کہتا ہوں، یہ حکایت ہیں باتیں
 یہ رائے ہے سنجیدہ جو مانو تو بھلا ہو
 ان باتوں کی جو قدر کرے اہل خرد ہے

قریوں:- میں تیرا نشاد ہوں، مری ایک رضاۓ
تو تیردی سے اب میرا جگر پھر صید رہا ہے
ہے تیری کہانت کا بھی میغوار جھی پر
میں کا ہنؤں کے ہاتھوں کئی بار بکا ہوں
تم کرتے رہتے ہو مرا سودا سر بازار

۱۱۴۰ جا بھاگ سنبھال اپنی تجارت کو تو بڑھے
مل جائے تو لے لیڈر یا کس کان کی دولت
یا اینٹھ لے تو ہند کے سونے کا خزانہ
پرسن لے اسے دفن نہ کر پائے گا ہرگز
گر آئے کوئی خاص عقاب اہل فلک کا
لے جائے سر عرش؛ بھنسپھورے دہاں جا کر
تو بھی صر دل میں نہ ہو دہشت کا اثر کچھ
اور عرش مقدس کی نجاست سے نہ لرزدی
میں دفعی کی اس کے لئے اجازت کبھی درونکا
معلوم ہے انسان کی نجاست کے اثر کا
دھبہ نہ خداوں کی قبادلہ پر پڑ لیگا

۱۱۵۰ یہ نہ کی ہوس ہے کہ بناتا ہے تو ہاتیں
مکمل جائے گی قلعی تو پشمیان بھی ہو گا
اس حُسین بیان میں شریخا مسکاری چھپی ہے
تیرستدی:- ہیہات! گھاں عقبن ہے کیا سوچ رہے ہو

قریوں:- کیا چاہئے؟ کیومیری فراست ہوئی مغلکوک؟
 تیرسیں:- کب اپنی نصیحت کے برابر ہو زر و مال؟
 قریوں:- جب تک کہ معاصی سے ہلاکت کا ہے خدا شم
 تیرسیں:- تم روزگار ایسی ہی ہلاکت کی دبائے
 قریوں:- کاہن کی ہے عزت مرے دل میں اسی باعث
 میں تلخی سے دور گا نہ تری تلخی کا بدلہ
 تیرسیں:- جھوٹا مجھے کہتا نہیں کیا تلخ سکلامی؟
 قریوں:- دولت کی ہوس اہل کہاثت کا مرغی ہے
 تیرسیں:- اور زر کے لئے جنگ و بعدل شاہروں کی نعمت
 قریوں:- مت بھول تو ہے اپنے شہنشہ سے مخاطب
 تیرسیں:- ہاں میری درد سے تری سطوت کا علم ہے
 قریوں:- تو دانا بڑا ہے پہ دیانت نہیں تجھ میں
 تیرسیں:- ہر کاتا ہے تو مجھ کو کہ اب کہہ دوں وہ سب کچھ
 جو بات کہ میں صبط سے پوشیدہ رکھے ہوں
 قریوں:- کہہ دو کہ ہو سچ - حرص کا سودا نہ ترے ہو
 تیرسیں:- امید ہے تم کو کہ طلب نہ سچلنے کا سمجھ لے
 قریوں:- مجھ سے ترا بیو پار نہ سچلنے کا سمجھ لے
 تیرسیں:- کچھ دیر نہ سورج کی ضیا تابی لے گی
 جبکہ اس کے عوض میں تو اٹھا میر کا جنتا زہ
 (تو سخن خسے زندہ ہی گیا دفن زیس میں)

اس کا جو ترا خون جگر نور نظر ہے
 اور اس کے لئے تو نے رکھا دھرتی پہ جس کو
 (تجھیز کی ہر رسم سے محروم سراسر
 یہ حرمت و بے دھرم مصیبت زدہ مرد)
 اب منتقم اعلیٰ ترے تیجھے لگے ہیں
 فخر ہیں نکا ہوں سے مگر سر پہ ترے ہیں
 ۱۱۸۰ ہمیت کی وہ دلیوی جوتہ قبر میں رہتی
 سامان تباہی لئے ہیں تجھ پہ مسلط
 اس جمال میں تم اپنے جراحت سے پھنسے ہو
 اب سوچو کر یہ باتیں ہیں کیا حرص میں زر کے
 کچھ دیر میں دالان سے اس قصر شہی کے
 جھلکیں بصد شور و فناں ساری صداقت
 مُردے پہ فناں رینے سمجھی ہوں گے زن و مرد
 وہ سارے ممالک کہ جہاں والوں کے بیٹے
 مصلوب و شکستہ سر میدان پڑے ہیں
 ۱۱۹۰ جو زاغ و زعن، گیدڑ و سلتے کے شکم میں
 قیموں کی طرح ٹکڑوں میں مدفن ہوئے ہیں
 بھڑکاتی ہے مسموم ہوا ان کے غصب کو
 مل کر تری تارا جی کا منصوبہ بناتے
 اغداہم کی جمیعت تجھے بر باد کرے گی

تیروں کا ہدف میں نے بنایا ترے دل کو
 تو طیش میں المام لگاتا سخا یہ مجھ پر
 یہ تیر نسلنے پہ ہیں چوکیں گے نہ مہرگز
 اور ان کی کسک دل میں ترے ہوتی رہیگی
 اب لڑکے ادھر آؤ مجھے لے چلو گھر کو
 ۱۲۰۰ کم عمروں پہ دکھلائیں حرارت یہ غضب کی
 تب فکر و زیاد ان کی شناسائے سکوں ہو

(چلا جاتا ہے)

کورس:- تشویش فراہے مے آقا یہ کہانت
 اس غیب کے دانائی یہاں سے جو گیا ہے
 یہ بال مرے کا لے سے جو اُبھلے ہوئے ہیں
 دہشت سے لرزتے ہیں مسلسل سرابرو
 یہ جھوٹ نہ بولا کبھی ارباب وطن سے
 قریبی:- معلوم ہے اور اس سے جگر کانپ رہا ہے
 جھک جانا خطرناک ہے اور رہنا اٹل بھی
 آفات سماڈی کا ہدف بنتا ہے خود سے
 کورس:- ہے وقت کا فرمان کہ لوکام خرد سے
 قریبیوں:- اب کرنا ہے کیا ؟ رائے جو دو اس پہ چلوں گا
 کورس:- خاتون کو زندگی سے نکال آؤ ایسی تم
 پھر دن کرو اس کو جو بے گور پڑا ہے

قریوں:- یہ رائے ہے؟ سوچا بھی کہ مانیں گے اسے ہم؟
کورس:- جس تیزی سے نمکن ہو، کہ آفت ہے سرراہ
پامال حوارث ہوا جو ہدر پہ رہا ہے
قریوں، مشکل ہے۔ رہنا میری نہیں۔ پھر بھی ہم مجبور
قصت سے نبرد آزمائ ہونا نہیں ممکن
کورس:- خود جاؤ کسی غیر پہ تکیہ نہ کرو تم
قریوں:- اچھا، میں چلا آؤ مرے لوگو چلو تم
ہاتھوں میں کدا لوں کو لئے جلدی سے جاؤ
اس کوہ کی جانب نہ رکو اور یہاں تم
بدلا ہے ارادہ مرا اس وقت یکا یک
میں نے ہی لگائی ہے گڑھ جلدی سے کھولوں
خط کی لکتی ہوئی تلوار ہے سر پر
بہتر ہیں وہی جو کہ بسر کرتے ہیں اپنا
مہولی طریقے سے قناعت کے مکاں میں

(چلا جاتا ہے)

اسٹراتیکی دھن میں نفرہ مل

کورس:- صاحب قدرت خدا یا تیرے صدیا نام ہیں
نو عروس کا دمو کے دل میں تو نے بھر دیا
عذر ہے جوشِ حمیت کا الہم پر در مزا
۱۲۳۰ ایک بجھتی شیخ کے حامل کے بچوں کا تو ہی

ہو گیا نگران اطالی کی بھلان کے لئے
دیوں کے پھیلے ہوئے سیئے پہ جب سب جمع تھے
تجھ کو اعزاز صدارت ویسی مخالف میں ملا
تو کہ اے بانخوس اسمینو کی موجود پر سورار
آکہ شور میرہ بسات تھیبی میں پھرتا رہا
اور دہشت خیز اثر در پر مسلط تو رہا
مخالف اسٹران کی دصون میں نغمہ ۱۲۷۰

۱۲۷۰ وہ دو شاخہ کوہ جو ہے سیرگہ بانخوس کی
تو حصہ بر کی دیکھی آگ وال سے دیکھتا
گلاشیں کو ریسی کی پریاں ہیں جس سے تا پتیں
کا سلطانی چشمہ سے جاری رواں ہے جس کے پاس
چل کے ان شاداب کھساروں سے (جس پر چھوٹیں
تاک کی شاخوں کی نازک نشہ پر در کو نپلیں)
نی سیاہی کوہ سے نیچے کے ٹیلے پر (جسے
عشق پہچاں نے (ٹھکا ہے) تو ٹہلنا ہے تنجی
جب ایور کی تان میں صریا صدائیں گونجتیں
تیرے لافانی وجود ذات کی تحرید میں
اسٹران کی دصون میں نغمہ ۱۲۷۰

ان گنت شہر دل میں تھیبی کا ہی اول ہے مقام
جو کہ قائم ہے ابھی کہ اک شہارے پر ترے

۱۳۵۰ اور دلیوی سے جسے برق تپاں کی ذات نے
 تیرے روئے صنو فشاں کی ماں کا رتبہ دے دیا
 چارہ ساز غم نصیباں کی جہاں اب آئیے
 ایسے سنگین غم کی شدت کا مداروا کیجئے
 جو گھنی بستی پہ میرے سیل بن کر ہے رداں
 اب وہ پر ناسی کے اوپنج کوہ تک ہے آگیا
 اور گھرے تنگناوں میں ہے شورِ الامان

مخالف اسٹرانی کی رصی میں نغمہ عذ

۱۳۶۰ کہکشاں کے قصر کے فرمازدا جلد آئیے
 سینہ سوزاں کی آتش سے ہے دم گھٹے لگا
 رات کی اوپنجی صدراوں کے خداوندا سنو
 اے پسراں ذات کے جو نور کے مسکن ہیں ہے
 آوان کے ساتھ جن کو ہے مسرت کا جزو
 شادمانی کے معالج کا جو کرتے احترام
 ایجادیو کے سارے محروم سے ہے یہ اتحاد
 کشتوں پر آج کی شبِ ٹولیوں میں آئیے

انحصار میں

(ایک قادر داخل ہوتا ہے)

اے کادمو اور افیوں کے گھر کے پڑوسی
 کوئی بھی ہو زندوں میں مقام اس کا ہو کچھ بھی
 تعریف نہ اس کی نہ مذمت میں کروں گا
 انسان کی خوشیاں ہوں کہ صدموں کا تلاطم
 تقدیر کی ڈھمل سی طبیعت کے ہیں منشا
 آغاز میں انعام کا پرتو نہیں ملتا
 ۱۳۷۰ کیا اپنے تجربوں کے درج سے کوئی سیکھے؟
 تھا بخت قربوں جو ابھی رشک کے لائق
 (کس خوب سے تھی کو غنیموں سے بچایا
 قائم کیا انصاف جو حاکم ہوتے یاں کے
 خوشحال تھے اولادِ خوش اخلاق سے گھر میں)
 کیا ان کا بجا؟ آہ نہیں کچھ بھی نہیں ہے
 محروم مسرت کو میں زندہ نہیں کہتا
 ایک چلتی ہوئی لاش سمجھتا ہوں اسے میں
 ثردت بھی ہے املاک دموالی بھی ہیں ان کے

۱۲۸۰

اک شاہ کی شوکت کے ہیں سامان میسر
لیکن جو مسرت نہیں دل کو تو یہ کیم ہیں
ہر نعمت دنیا ہے فقط خاک کا تودہ
کچھ بھی نہیں جو دل کی مسرت کا بدل ہو
کورس:- وہ کون سی بیٹا ہے جو شہ پر مرے آل
تم کسی خبر لائے ہو کچھ صاف کہو بھی
قصد:- وہ مر گئے اور زندہ جو ہیں ان کے ہی اپر
ان موتوں کے جرموں کا ہے اذام سراسر

۱۲۹۰

کورس:- ہمین کی شہادت ہوئی مایوسی کے ہاتھوں
کورس:- وہ دستِ قریوں سے مرے یا کہ خود اپنے
قصد:- وہ خود ہی مرے پر لئے قریوں پر غصباک
خاتون کے جو قتل کے موجب تھے سراسر
کورس:- کا ہن! ترے الفاظ کے کیا تیر لگے ہیں
قصد:- ہے بات یہی، سمجھو کہ کہا کچھ نہ ہوا ہے
کورس:- دیکھو کہ یوریں قریوں کی زوجہ
آتی ہیں اسی سمت محل سے وہ نکل کر
یوں ہی وہ چلی ہیں کہ خیر سن کے پس رکی؟

(یوریں داخل ہوتی ہے)

یوریں:- اے تھیبی کے باشندوں بھنک مجھ کوٹی ہے

اس وقت کہ درگاہ سے پاس کی میں ذکلی
 فارغ ہوئی پوچھا سے میں درکھول رہی تھی
 ۱۳۰۰ اک در کو پڑایا تھا کہ سنتی ہوں صدائیں
 جو میرے ہی آلام کی شویدہ فشاں تھیں
 اک دھرکہ لگا دل پر غش کھا کے گری میں
 حیران کنیز دیں نے سنپھالا مجھے اس دم
 اب مجھ کو بتاؤ کہ ہے کیا واقعہ دراصل
 یہ زخم نیا تو نہیں اس قلب حزیں میں
 قاصد:- اے ملکہ عالی، میں کہوں گا جو ہے دیکھا
 اک بات چھپاؤں گا نہ یہ سوچ کے ہرگز
 دل آپ کا ٹوٹے نہ کہیں بارالم سے
 اخفاۓ صداقت سے میں جھوٹا نہ بنوں گا
 ۱۳۱۰ ہر حال میں سچ بات ہی کہنا ہے مناسب
 میں آپ کے ماں کی رفاقت میں چلا تھا
 بالائی پہ جس سطح کے اوپر وہ پڑا تھا
 بے گور و کفن کتے جسے نوچ رہے تھے
 وہ پولی نیسی ابن ایڈ پس کا جسد تھا
 برزخ کے خداوں سے دعا مانگ کے پہلے
 نہڑا یا حضائی سے اسے اور جلا یا
 نکڑی سے جسے حجارتی سے اس وقت ہی توڑا

اور راکھ کے اوپر وہیں اسک ٹیکہ بنایا
 اس غار کے زندگی کی طرف ڈھر کے چلے پھر ۱۳۲۰
 جو مرگ کی دلہن کا نہانخانہ بنتا تھا
 اک دہری سے تھا خانہ منحوں کے باہر
 آتی تھی صدائ نوحہ و فریاد کی پیغم
 آسیبی عمل سمجھا دہ اس شور و فغار کو
 جو غار کے نزدیک گیا دوڑ کے پہلے
 اور آکے کہا شاہ سے، جو فرط المحت
 سر پیٹ کے یکبارگی بولے کہ "مرا دل
 اک غیب کی سچائی کا دیتا ہے گواہی
 میں آج جہاں جاتا ہوں غلگینی ہوں پاتا
 دل دوز یہ آواز ہے خود میرے پسر کی ۱۳۲۰
 اے میرے رنیقو، ذرا تم دوڑ کے جاؤ
 کھسکا کے چٹا نوں کو تم اک راہ بناؤ
 جس جا کہ چٹا نوں سے درِ مرگ ہے مسدود
 تم دیکھ کے بتاؤ کہ جانسوز یہ نوجہ
 آواز ہم ہے کہ خداوں کا ہے دھوکہ،
 ہم حکم سے مایوس شہنشہ کے گئے وان
 اور دوری پہ اس غار کے اک گوشہ میں دیکھا
 لکھی ہوئی خاتون نظر آئیں فدا میں

مضبوطی سے گردن میں حسین پندرہ لگاتھا
 اور پاؤں پہ سر رکھے بغل گیر جواں تھا ۱۳۴۰
 ناکامی تزدیج پہ دہ اشک فشاں تھا
 سہرے کی تمنا پہ اجل سایہ نگن بھی
 اس صلح نصیبی کا سبب جرم پدرہ تھا
 جب باپ نے دیکھا تو بڑے خوف سچنے
 اور غمزدہ آواز میں روٹے ہوئے بوئے
 دیکھا کرتے ہو غم دیدہ جواں آؤ ادھر کو
 کس فکر میں ڈوبے ہو کہ خود پر نہیں قابو
 کس شدت غم سے ہے تری عقل پر پردہ
 اک قہر بھری آنکھ سے فرزند نے دیکھا
 دو دھاری وہ تلوار لئے باپ پہ لپکا ۱۳۵۰
 وہ بھاگ کے پچ نکلے جو انہر دکی زد سے
 لیکن وہ ہدف خود ہی بنا بخت کا مارا
 خود لوز کو شمشیر کی سیئنے میں گھسیڑا
 جب اس پہ جھکا وزن سے اپنے وہ بڑنکے
 وہ ہوش میں جب تک تھا ہم آغوش رہا وہ
 خاتون کے تن مردہ کو بازو میں جکڑ کر
 وہ درد کی بے چینی سے بے دم درا کھسکا
 ٹپکایا رخ یار پہ اک بوند ہو کا

تب مرکے وہ برزخ میں ملارڈ دین سے
وہ اندرھا کنوں اس کی عروسی کا مرکا ہے ۱۳۴۰
اب ایک علامت ہے وہ عبرت گہرہ انسان
ہر شر سے بڑا طیش ہے انسانی عمل میں
(ملود یہ رسم پہلی جاتی ہے)

کورس:- کیا سمجھیں کہ کیا ہونے کو ہے جیکہ یہ ملکہ
خاموش گئیں منہ سے نہ اک لفظ نکالا
قادد:- میں خود بھی ہوں سہما ہوا، پر دل کو ہے تیکیں
سنگر گئیں بیٹ کا الہتا کے نسائیں
وہ اپنی حیثت سے سرِ عام نہ روئیں
اب اپنی کنیزوں سے کہیں گی کہ کرس وہ
اس صدمہ جانکاہ پہ ماتم بہر انداز
ذی ہوش بہت ہیں نہ کرس گی وہ غلط کچھ ۱۳۷۰
کورس:- میں کہہ نہیں سکتا کہ یہ بے مقاہ خموشی
ہنگامے سے کتر نہیں تشویش کا باعث
قادد:- ہو جلتے کا معلوم اگر کچھ بھی ہے ان جان
ان کے دل غم دیدہ کی پوشیدہ کوئی بات
جاتا ہوں محل میں کہ سراغ اس کا لگاؤں
تم نے ہی کہا، پچھ میں ہیں تشویش کے آثار،
(قادد جاتا ہے)

کورس:- صد حیف ! ادھر دیکھو وہ آئے شہ مغموم
آغوش میں عبرت کالئے بار المتأ
صد مہ نہیں باہر کا یہ خود کردہ الہم ہے
(تریوں ہن کی لائش لئے
داخل ہوتا ہے)

اسٹرانی کی دھن میں علیٰ
قریوں:- اے خطائے دل بے رحم یہ ضد تھی میری ۸۰
جو بہانہ تھی قضا کا کہ ہلاکت اتری
ایک رشتے کا ہو قاتل و مقتول میں ہے
تلخ انعام ہے وہ - جو سما بظا ہر انصاف
ہانے بیٹھے مرے، صد حیف خرد پر میرے
آشنا تم نہ جہاں سے نہ شناسائے نصیب
تم گئے جہاں سے اور بار الہم مجھ کو ملا
میں نہ تھا طیش میں اے دلائے ذرا بھول ہوئی
کورس:- حیف اس پر کہ جسے بعد خرابی سوچھے
قریوں:- ہلتے سمجھا کہ کوئی دیوتا مجھ پر تھا سوار
جو ہلاکت کی مصیبت مرے سر پر لایا ۱۳۹۰
اور اک راہِ غصب پر مجھے لا کر ڈالا
ہائے بے چینی ملی اور ہے مسرت پامال
آہ کس درجہ ہے انسان کے الہم کی تلخی
رو درستا صدر داخل ہوتا ہے)

قاصد ۲:- آقا ! صرے مارک ! نہیں کچھ آپ کا باقی
 صدموں کے ہی اک ڈھیر کے مارک ہو جہاں میں
 اک گود میں ہے، ایک ہے دالان کے اندر
 اب ایک الہ اور بھی ہے آپ کے گھر میں
 اب جلد ہی دیکھو گے وہ نظارہ بھی خود سے
 قریوں:- اب کیسا الہ اور ہے کس غم کی خبر ہے
 جائز کا ہ ترا، اے میاں، انداز بیاں ہے

۱۷۰۰

قاصد ۳:- وہ محترمہ لکھ جو مقتول کی ماں سمجھیں
 اب مردہ ہیں خون بہتے ہوئے زخم جگہ سے

مخالف اسٹرانی کی دین میں نظر ملے

قریوں:- ہائے غم ! موت کی کھاڑی میں ٹھکانہ لھپھرا
 موت پر موت ! نہیں روک اجل پر کوئی
 بر عکلوں غم کے فرشتوں سے ہوں غارت میں تو
 ہائے کسر درجہ ہے پامال مرائب و جگر
 تیرے اک لفڑی سے مقتول مری جان ہوئی
 ابھی اک گھاؤ بھرا بھی نہیں اس اور رگا
 کیا کہا توئے ؟ خبر کیا تھی تری ؟ ہائے الہ
 کہتے ہو لکھ ہیں دالان میں مذبوح پڑی

۱۷۱۰

خون پر خون تباہی کا یہ انسار مرا
 کو رس:- اب وہ گھر میں نہیں پوشیدہ انتہیں دیکھیں لو

(یوریس کی لاش نظر کے
سامنے آتی ہے)

قریوں:- ہاتھ پھر دیکھ رہا ہوں غم دیکھ رہا ہے
کیا ہے کچھ اور تباہی مری قسم میں لکھی؟
اک طرف گھر دیں ہے میرے مرا بخت جگر
اور آنکھوں نے تمہارا بھی جنازہ دیکھا
ہاتھ پڑ بخت وہ ماں اور یہ بروخت پسر

قامد ۱۳۳۰: وہ دار کے آگے لئے اک تینج چکر دار
آنکھوں کو کئے بند کھڑی ہو کے وہ روئیں
پہلے تو میگارو کی شہادت کے الہم میں
جو اپنے وطن پر ہوئے قربان بصرشان
پھر نوحہ کیا مرگ ہمن کے غم نو کا
تب قتل پسر کا تجھے الزام لگایا
اسڑائی کی حصی میں نقہ حل

قریوں:-

آہ غلکنی مری کیا نہیں کوئی ایسا
لے کے اک تینج چکر دار جو کئے مجھ کو
زندگی غم کے سندھر میں ہے ڈوبی میری
اب نہیں تاب کہ جی لوں یہ اذیت سہہ کر

قاصد ۳:- مرنے والے یہ ان دونوں جنازوں کے بیٹے
تم کو گردانا ہے مجرم تھیں قاتل جانا

قریوں:- یہ بتاؤ کہ یہ کس طور سے خوب رینز مریں ۱۷۳۰

قاصد ۴:- دل پہ اک وار کیا تینغ سے جیسے ہی سنا
ایک خلقت کو فنا رینز ہن کے غم میں
قریوں:- ہے اس جرم کا الزام بھی مجھ پر آیا
میں نے ہی تجھ کو کیا قتل ہے اے والے الٰم
پسیر در میرے ! یہ سچ ہے کہ ہوں قاتل میں ہی
مجھ کو پکڑو مجھے نابود کرو جلد ابھی
میں کہ اب کچھ بھی نہیں، کچھ بھی نہیں، کچھ بھی نہیں

مخالف اسٹرانی کی دھن میں نظر ۴

قریوں:- ہے ! آجائے دھ ساعت کہ ہوں ہم کا مشتاق
جو مجھے موت کے انجام سے ہمساز کرے

کورس:- وقت کرتا ہے تعین کریں ہم ایسا عمل ۱۷۳۰
وقت حاضر کا تقاضا کریں پورا حس سے

قریوں:- جس تھیں ساری تھائیں دعا میں میری
کورس:- بے اثر ساری دعائیں ہیں نہیں ہے کوئی

غم مفہوم سے انسان کو بچانے والا

قریوں:- میں سکپٹر کا ہوں مارا مجھے غارت کر دو
مرے نپے ! ترا انجائے میں قاتل میں ہوں

اورہ تیرا بھی - مرے غم کی کوئی تحدی نہیں
کس کے میں پاس رہوں کس کامیں دیکھوں چہو؟
میں کہ جس کو ہوں چھوتا وہ ہے گرتا جاتا
گرتا ہے مرے سر پر مرے چاروں جانب ۱۳۵۰
باستے برداشت کے قابل نہیں قسمت کا نزول
کورس کا سردار ہے

جو اہل خرد ہیں وہ مسرت سے ہیں ہمساز
منصب کے تقدس کو مقدم وہ سمجھتے
منزور کے بڑے بول کا انعام سے عنانک
اور نچائی سے گرتا ہے تکبیر کی سزا ۱۳۵۶
یہ درس بڑھاپے میں ملا کرتا ہے سب کو
(پر وہ گرتا ہے)

ملنے کے پتے :-

- ۱۔ منظر پلشیر معرفت ڈاکٹر محمد یوسف
- تیواری ٹینک روڈ، رانچی
- ۲۔ تاج گاہ ڈپو، یمن روڈ، رانچی
- ۳۔ عظیم اشان گاہ ڈپو، سلطان گنج، پٹنمہ کالا